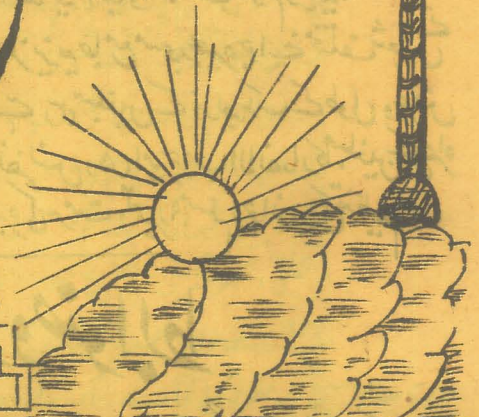
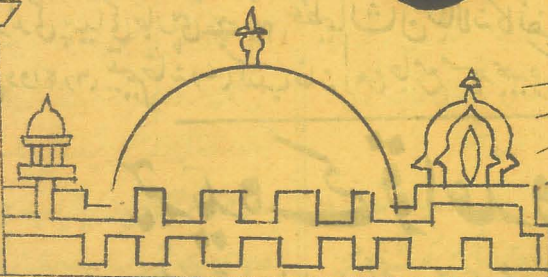


ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مجلسِ حزبِ الانصار بھیرہ وادارہ عالیہ محمدیہ کراچی

قیمت سالانہ دو روپے
طلبہ سے دیرپہ روپیہ

شمارہ اسلام



اللہ کے دین کی مدد کرو

۱۹۲۹ء میں حزبِ الانصار کا جو عمل میں آیا بارہ سال کے قلیل عرصہ میں اسکی اسلامی خدا نماظر میں
کوٹہ سو لکھ روپے کا ایک کثیر لکھ روپے تک پیغام حق پہنچا گیا ہندوستان بھر میں پہلی جماعتیں
جماعتی تنظیم کے ذریعہ قادیان کا ہر جگہ منظم مقابلہ کیا اور دوسری جماعتوں کو بھی اس عظیم فتنہ کے استیصال کی ترغیب دلائی قادیانیوں سے سترہ کامیاب مناظرے ہوئے
اور ان مناظرے کے بعد قادیانیوں نے مناظروں کیلئے دعو دینے کا ویت کر دیا حزبِ الانصار کے مبلغین نے بارہ سال کے عرصہ میں ڈیڑھ لاکھ میل کا سفر کیا۔ ریوے
موٹر ٹرانک کے علاوہ ہزار ہا میل پیدل سفر و شواہر گزار علاقوں میں طے کیا پنجاب کے اضلاع میں دیہاتی آبادی کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے کے لئے
کئی تبلیغی جلسے منعقد کئے علوم اسلامیہ کیلئے بھیرہ میں دارالعلوم عزیز کیا اجراء ہوا جس میں اب تک قریباً نو سو طالب علم فیضیاب ہو چکے ہیں پنجاب
کے کئی مقامات پر حزبِ الانصار کے نظام کے ماتحت مدارس قائم ہوئے فرض و بدعت کی خلاف ورزی کے محاذ قائم کیا گیا۔ لاتعداد رسائل رفض و بدعت کی
تردیدیں شائع کئے گئے فتنہ خاں ساریکے مقابلہ کیلئے مسلم نوجوانوں کی عسکری تنظیم کا کام تمام شمالی ہندوستان اور نیکال میں شروع کیا گیا
اور فوج محمدی کی تنظیم کے سلسلہ میں امیر حزبِ الانصار نے تمام ملک کا میاں ڈبہ کیا۔ مدح صحابہ کی تحریک میں فوج محمدی کے بیسیوں رضاکار
اسیر ہوئے۔ قادیان میں بھی انصار الاسلام کا دفتر قائم ہو چکا ہے اور وہاں پر مدرسہ کا قیام بھی زیر غور ہے۔ جریدہ شمس الاسلام اسی جماعت کی رسالہ
ہے۔ غریب مگر مختص خدا م اسلام کی یہ جماعت تمام باطل گروہوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا دائرہ عمل وسیع ہو اور
ہر شہر میں اسکی شاخیں قائم ہوں۔ جو لوگ اس کا خیر میں حصہ لینا چاہیں صدر دفتر حزبِ الانصار بھیرہ کو مطلع کریں
میر و فی ثروت اصحاب کا فرض ہے کہ حزبِ الانصار کی مالی اعانت سے دینے نہ فرمائیں نیز جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ
لینا ہر لکھے پڑھے سنی پر لازم ہے۔ (ملینجر)

مِنْ جَانِبِ

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

بسرپرستی حضرت
میرزا محمد علی صاحب
بگوتی رحمتہ اللہ علیہ
جاری کیا گیا

بیادگار حضرت جامع الشریعت
والطریقۃ السائکین ذوالعاری
مولانا محمد اکبر صاحب بگوتی
نور اللہ مرقدہ

۱۔ اندرونی و بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام۔
۲۔ اصلاح رسوم باتباع شریعت اسلامیہ، احیاء اشاعت علوم و دینیہ۔

۳۔ جریدہ شمس الاسلام کا اجراء، دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے، مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہر سالانہ تبلیغی دورہ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ عطا فرمائیں گے وہ سرپرست متصور ہونگے ایسے اصحاب کے نام جریدہ شمس الاسلام میں شائع ہونگے ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵ امامان مسجد عزیزیہ یا طلباء کے نام جریدہ بلا معاوضہ جاری کیا جائیگا پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہوار رقم عطا فرمائیں گے وہ معاونین میں شمار ہوں گے اور ان کی سفارش پر ۱۰ امامان مسجد عزیزیہ یا مقلد طلباء کے نام سالہ جاری کیا جائیگا معاونین کے اسماء بھی شکر یہ کیساتھ درج کئے جائیں گے۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چنیدہ کلنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چنیدہ عطا مقرر ہے۔ نمونہ کا پرچہ تین آنہ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ان کی طرف سے مہینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام

مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

سرخ پینسل کا نشان کہ یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جنکی میعاد اس پرچہ کیساتھ ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کے چنیدہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں یہی فرست میں مطلع کریں۔ خاموشی سے "شمس الاسلام" کو نقصان پہنچتا ہے۔ (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

ملاحظہ

مجلس گزیرہ حزب الانصار بھیر کی کارگزاری و اطلاع

ہونگے۔ اور ۱۲ شعبان سے ۱۰ شوال تک تمام مدارس میں تعطیلات ہو جائیگی۔

علمی جوہر کی لوٹ کاغذ کی پونہ لگائی اور قانون میں اسلام

کی بے توجہی سے جبریدہ کی حالت قابلِ رحم ہے۔ اس خاص علمی اخلاقی و تبلیغی جبریدہ کا بقا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے مالی خسارہ پورا کرنے کیلئے سال ہائے ماضی کے جسد رسالہ ذریعہ میں پڑے ہیں سب کو ازالہ غلط فہمی پر فروخت کر نیکام فیصلہ کیا گیا ہے جبریدہ ہندوستان

سے جاری ہے تیرہ سال کے عرصے میں اس نے بہا نادر ضامن شایع ہوئے۔ اس لئے قانون کی اس رعایت سے فائدہ حاصل کریں اور جسد رسالہ کے رسائل و کارروائیوں، ڈیرہ آنے کی رسالہ کے حساب سے بذریعہ می آرڈر رقم بھیج کر طلب کریں۔ علاوہ انہیں جو جبریدہ ہندو کا اجراء اسلامی مقاصد کے لئے ضروری سمجھتے ہوں، اسکی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کریں۔ ان کے سابقہ رسائل کو فروخت کرانے اور حزب الانصار کی مطبوعہ ربرق آسمانی صورتہ فیل کشف التلبیس ہدایات القرآن، اجتہاد الحنفیہ، تازیانہ تفسیر برکات تراویح، حقیقت الشیخ و غیرہ کی فروخت میں مدد کریں تاکہ مالی خسارہ کی کسی حد تک تلافی ہو سکے۔

زکوٰۃ و صدقا کا بہترین مضر

ماہ رجب و شعبان و رمضان میں ذی ثروت و حساباً نصاب شخاص زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ ویسے اچھا

تبلیغ احکام الہی مولانا ظہور احمد صاحب گدوی منظرہ العالی امیر حزب الانصار نے ماہ جولائی میں چارہ، چک آشتالی نور خان نوالہ، چک رام داس، فتح پور ضلع شاہ پور، قلعہ شیخوپورہ، گورداسپور بستی قاضی ولیہ ضلع مظفر گڑھ، کوٹ مومن و ساہی وال ضلع شاہ پور کا دورہ فرمایا۔ مولوی غلام نبی صاحب مبلغ حزب الانصار نے اس عرصہ میں ضلع مظفر گڑھ کے حسب ذیل مقامات پر تبلیغی فریضہ ادا کیا۔ جہڑیاں، جوالی جمن شاہ، شاہ پور، بیٹ و سادو، بیٹ جہڑا، نشانی، کھائی چک شتالی بستی قاضی، بکھی، کھرنشرفی، شیخ محمود، لال چٹو۔

۲۴ جولائی ۱۹۶۲ء سے مولانا احمد یار صاحب کوتانی کو حزب الانصار کی طرف سے تبلیغ پر مقرر کیا گیا ہے۔ آپ نے ماہ جولائی میں کوٹ مومن کوٹ راجہ، ڈوہی، سداکتوہ، چک رام داس، چکٹ، فتح آباد، چکٹا چکٹ اور چکٹ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور ان مقامات پر حزب الانصار کا پیغام پہنچایا۔

دارالتالیف حزب الانصار کا شعبہ دارالتالیف یکم جولائی سے قائم کر دیا گیا ہے۔ مذاہب باطلہ کی تردید اور رگ الحاد کو قطع کرنے کے لئے ہر سال کئی کتابیں و رسائل تالیف ہو کر اور زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت حق کا باعث ہونگے۔ اس کے لئے مولانا سید سیاح الدین صاحب کا کافیل کی خدمات مستقل طور پر حاصل کر لی گئی ہیں۔ اور آپ ۸ جولائی سے بھیرہ میں اقامت گزین ہیں۔ نئے الحال چند نایاب کتابوں کا ترجمہ کا کام شروع کیا گیا ہے انشاء اللہ کئی اہل قلم اصحاب کی اعانت حاصل کی جائیگی۔ اور یہ شعبہ شاندار خدمات بجالائے گا۔

غلام اسلام دارالعلوم عزیزیہ بھیر میں اور حزب الانصار کے دیگر تعلیمی اداروں کی حالت بقضہ نقالی بہتر ہو رہی ہیں۔ طلبہ کے سالانہ امتحانات ماہ شعبان کے پہلے ہفتہ میں

برحق چار بار^{رف}

(نتیجہ فکر مولانا محمد حسین صاحب شوق صدر مدرس لاہور عزیزہ بھیرہ)

اور اس کے بعد ذکر خیر شاہ تاجدار آئے
مگر مدحت سے اس کی میرا میاں استوار آئے
اسی کے نام نامی سے ہی ملت پر بہار آئے
بھلا جس کی گلی سے حق تعالیٰ کو جو پیار آئے
پڑھو صل علی مل کر عرب کے شہسوار آئے
دلِ مردہ میں پھر اس نام سے تازہ بہار آئے
بعد صدق و صفا ذکر جناب یار غار آئے
نہ بن دیکھے رخِ انور کسی پہلو قرار آئے
لسانِ حق عمر فاروقِ عظیم جانِ نثار آئے
وہ جس کے نام سے لرزہ بقصر کفر زار آئے
ملا لنگ جن سے شرمائیں وہ حصہ ذی قار آئے
میں قرباں ایسے پیاسے پروہ یارِ حق شعار آئے
امیر المومنین شیرِ خداؐ مرغِ حبشکار آئے
وہ جسکے نعرہ سے باطل کی صف میں اتسار آئے
شنا سائے رموزِ حق نبیؐ کے راز دار آئے

زباں پر مومنو! اول شنائے کرو گار آئے
میری سرکار کی تعریف خود سرکار ہی جانے
ہے جسکی شان میں قرآنِ حق نازل بحق ناطق
نہ ہو محبوبِ چشمِ دو جہاں کو جلوہ تاباں
شبِ معراج مل کر یہ پکارے سارے قدوسی
لگاؤ مومنو صل علی کا تم بھی اک نعرہ
میرا دل چاہتا ہے نامِ محبوبِ خدا کے بعد
رفیقِ ہمسفر، پروانہٗ شمعِ نبوتؐ وہ
شیاطین دیکھتے ہی جس کو راہیں چھوڑ دیتے تھے
لگا دی آگ جس نے خرمنِ کفر و ضلالت میں
ضیائے آفتاب دیں ہیں عثمانِ غنیؓ بے شک
تواضع جس کا خاصہ ہے مروت جس کا شیوہ ہے
وہ جسکے نام سے کافر کا زہر آب ہوتا تھا
وہ جس کی تیغِ براں کی چمک دشمن کو کافی تھی
غرض یہ پھول ہیں سارے ریاضِ دین احمدؐ کے

زبانِ شوق پہ لازم ہے نامِ چار بار آنا
کہ جسکے نام سے سرکارِ عالم کو ہے یار آئے

تذکرہ عظمیٰ

التبلیغ البلیغ

(از مولانا محمد حنیف صاحب سجاد کاشین کوٹ موئن)

زیادہ کامل تو لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے ادنیٰ درجہ یہ کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دے مثلاً کانٹے پڑے ہوں کوئی بڑی لکڑی پڑی ہو جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ سڑک پر ایسی چیزیں ڈال دیتے ہیں یا پھوڑ دیتے ہیں جن سے راستہ میں گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے یا ناپسندیدہ ٹکڑے پڑے۔ اے اگر کنارہ پر ہو، تو مضائقہ نہیں۔ اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ شریعت نے ہر امر کے متعلق قوانین تجویز فرمائے ہیں۔ دیکھو جب اماطۃ الاذی شعبہ ایمان ہے تو اس کا خلاف گناہ ہوگا۔

غرض حضور نے بصراحت فرمادیا کہ حسنات باہم متفاضل ہیں۔ ایمان اعلیٰ ہے جیسا اس سے کم ہے۔ اماطۃ الاذی اس سے کم ہے۔ بلکہ لوگوں کی عادات سے بھی ثابت ہے دیکھو اگر کسی کے پاس دس روپیہ ہو اور وہ ان کو کسی مصرف خیر میں لگانا چاہتا ہو تو وہ علما سے دریافت کرتا ہے کہ جناب کون سا مصرف بہتر ہے۔ اب اگر یہ متجسس معتقد تفاوت نہیں تو چھان بین کیوں کرتا ہے۔ پس تفاضل اعمال تو شرعاً ورواجاً ثابت ہے۔ لیکن اس کی تعیین میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ مثلاً عوام الناس نے تو یہ معیار مقرر کیا ہے کہ جس عمل کو وہ صورتاً عبادت سے زیادہ بہتر متبلس دیکھتے ہیں اس کو افضل جانتے ہیں تفصیل میں

قال اللہ تعالیٰ - اجعلتم سقایۃ الحج و عمارۃ المسجد الحرام لمن آمن باللہ والیوم الآخر و جاهد فی سبیل اللہ لا یشکوکون عند اللہ و اللہ لا ینہدی القوم الظالمین - یہ ایک ضروری مسئلہ ہے جس کی طرف لوگوں کا التفات نہیں ہے۔ حالانکہ مسئلہ نہایت واضح اور منصوص ہے۔ اور چونکہ مسئلہ مختصر ہے لہذا مختصر ہی بیان ہوگا۔ یہ بات تو ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ جس قدر بھی نیک کام ہیں سب کے سب ایک درجے اور ایک پایہ کے نہیں بلکہ متفاوت ہیں۔ مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، مسجد بنوانا، حج کرنا، مظلوم کی امداد کرنا وغیرہ وغیرہ بہت سے نیک کام ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو ثواب نماز پڑھنے میں ہے وہی مسجد بنوانے میں ہے یا حج کا ثواب ایک پیہ خرچ کرنے میں ہے و قس علیٰ ہذا۔ ایسا ہی گناہ بھی سب برابر نہیں۔ چوری ڈکیتی زنا قتل شرابخوری کباہر ہیں۔ لیکن آپس میں متفاوت، اسی طرح بہت صغائر ہیں۔ لیکن کوئی بہت ہلکا ہے کوئی اس سے زائد ہے اور یہ تفاوت حسنات میں بھی منصوص ہے اور سیئات میں بھی۔ حدیث میں ہے الايمان بضع وسبعون شعبۃ افضلها قول لا اله الا الله و ادناها اماطۃ الاذی والحیا شعبۃ من الايمان یعنی ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں سب سے

نہیں۔ اگر ظاہری چھان بین سے حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ کا کثیر الفضائل ہونا ثابت ہو بھی جاوے۔ پھر بھی تحقیق اور اہل نظر کے نزدیک شیخین ہی جمیع صحابہؓ سے افضل ہیں۔ اس کی تائید حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالم شہادت وبرزخ ہر دو سے ہے انہوں نے تو سب کے پیش نظر تھے اور مدون بھی ہیں برزخی اقوال سے ایک قول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کا حکم فرمایا اور یہ تینوں باتیں میری مرضی کے خلاف ہیں۔ مگر ارشاد نبوی کے سامنے میں نے اپنی مرضی کو چھوڑ دیا۔ ایک تو یہ کہ میرا رجمان حضرت علیؓ کی تفضیل کی طرف تھا۔ لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ شیخین کو افضل الصحابہ سمجھو۔ دوسرے میرا میلان ترک تقلید کی جانب تھا۔ ارشاد نبوی ہوا کہ مذاہب اربعہ سے باہر نہ ہو۔ تیسرے میں ترک اسباب کو پسند کرتا تھا حضورؐ نے اس سے روک کر تثبت بالاسباب کا حکم فرمایا۔ ان ہر سدا حکام میں بہت سے راز ہیں لیکن یہ مقام تفصیل نہیں۔ تیسری دلیل شیخین کا روضہ اقدس میں ہونا۔ جو کہ افضل من عرش اللہ ہے۔ غرض ہر طرح سے افضلیت شیخین ثابت ہے۔ اور وجہ اس کی یہی ہے کہ جو خدمت اسلام ان دونوں کے ہاتھ سے ہوئی ہے وہ بہت ہی زیادہ ہے۔ اب دیکھو علم کی فضیلت کی تو یہ حالت لیکن باوجود افضل العبادات ہونے کے اس کی صورت عبادت کی نہیں اسی واسطے طعام طالب علم کو جو عبادت سے تلبس ہے وہ بوسا لٹا ہے جو کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک طالب علم کو کھانا کھلایا جو اس کا بدلہ نہ لے سکا اور اس نے مطالعہ و حفظ سبق کی قوت پیدا کی اور اس قوت سے

یہ ہے کہ اعمال دو قسم ہیں ایک تو وہ ہیں کہ جس طرح وہ واقع میں عبادت ہیں اسی طرح صورتاً بھی عبادت ہیں۔ یا عبادت سے ان کو تلبس ہے مثلاً نماز پڑھنا کہ یہ حقیقتاً و صورتاً عبادت ہے۔ اور مسجد تیار کرانا کہ اس کو صورتاً عبادت سے تلبس ہے دوسرے وہ اعمال ہیں کہ واقع میں وہ عبادت ہیں لیکن ظاہری صورت ان کی عبادت نہیں معلوم ہوتی اور نہ ہی ان کو تلبس ایسا ہے کہ شخص کی نظر میں آ جاوے جیسے طالب علم کی امداد کرنا کھانے یا کپڑے سے۔ کیونکہ طالب علم کا کھانا مقرر کرنا جو عبادت ہے تو اس لئے کہ یہ خدمت دین ہے۔ اور خدمت دین ہوتا اس وقت سمجھ میں آ سکتا ہے کہ جب طالب علم فارغ ہو کر خدمت دین میں مصروف ہو جاوے۔ تو یہ دونوں قسم کے اعمال عبادت ہیں۔ لیکن تفاوت ان میں یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر صورتاً بھی عبادت ہے کیونکہ اس کے ساتھ عبادت کو تلبس ظاہر ہے گو اس میں نماز پڑھتے ہیں اسی وجہ سے یہ تلبس بہت ظاہر ہے اور عبادت بھی ایسی کہ اس کا عبادت ہونا ہر شخص جانتا ہے لہذا اس کو سمجھا جاتا ہے کہ بناء مسجد یا اس میں بتی تیل ڈالنا بہت بڑی عبادت ہے۔ بر خلاف فقر طعام برائے طالب علم کہ یہ جس سے تلبس ہے اول تو وہ ایسی ظاہر عبادت نہیں کہ اسے عوام فوراً سمجھ لیں۔ دوسرے طعام کو اس عبادت سے تلبس بھی چند وسائل سے ہے۔ کیونکہ طالب علم کی مدد کرنے میں جو دین کی مدد ہے وہ بعد از فراغ معلوم ہوگی جبکہ وہ طالب علم اس قابل ہوگا کہ دین کی خدمت تبلیغ یا تدریس وغیرہ سے کر سکے۔ اور خدمت دین ہی افضل العبادات ہے۔ اسی خدمت دین کی بدولت شیخینؓ کو دوسرے صحابہؓ سے افضل کہا جاتا ہے۔ ورنہ عبادت کی قلت یا کثرت کسی کی کتابوں میں مدون

پلانا اور مسجد کی تعمیر کرنا کیا اس کے برابر ہو سکتا ہے کہ جو خدا اور رسول کو مان کر قیامت کو مان کر خدمتِ دین کرے ہرگز برابر نہیں۔ مطلب یہ کہ عمارتِ مسجد اور سہاقتِ حجاج ایمان باللہ و اعلائے کلمۃ اللہ کے برابر نہیں۔ ہذا

حقوق واجبہ بھی تلف اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب اہیت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کے زمانہ میں ایک جماعت اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے کو فضل جانتی تھی اور دوسری اپنے تئیں۔ پروردگار نے فیصلہ فرمایا کہ حاجیوں کو پانی

مسائل حاضرہ پر ایک نظر

(۲)

(از مولانا شیخ الدین حصہ کا کاخیل رکن دارالتالیف و مفتی دارالعلوم عزیزیہ)

اینٹن نیچی لوف جو اشتراکیت کے پر جوش حامی ہیں۔ اپنی کتاب ”بیا لو جیکل ٹریجیڈی آف وین“ میں لکھتے ہیں۔ ”کہ روسی مزدوروں میں جنسی ابتری عام ہو گئی ہے۔ اور شہوانیت اور نفسانی خواہشات کا طوفان عظیم اشتراکی سوسائٹی کے تمام طبقوں میں چھایا ہوا ہے۔“ ص ۲۰۲

مسٹر ڈامیلٹ جو روس میں بلجیم کے کونسل جنرل رہ چکے ہیں فرماتے ہیں کہ جنسی ابتری کے باعث روس میں تقریباً پچاس لاکھ ایسے بچے ہیں جن کا کوئی والی وارث نہیں۔ بکثرت ۱۲-۱۳ برس کی لڑکیاں ایسی ہیں جو پیٹ بھر روٹی حاصل کرنے کے لئے اپنے کوروسی نوجوانوں کی نفسانی خواہشات پورا کرنے کے لئے چھوڑ دیتی ہیں۔ اور اشتراکی روس کی حکومت اس کو پرائیویٹ تجارت شمار کرتی ہے۔ اور اس کی اجازت دے کر اپنا مقررہ حصہ وصول کرتی ہے۔“

(مدینہ جوبلی نمبر)

اشتراکیوں کی بدخلاقی

نکاح اور باضابطہ تعلق کی کوئی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی۔ اور یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ افترا پر داذ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ چنانچہ آپ اشتراکی نظام کے علمبردار روس کی حکومت اور بالشویکوں کی حالت دیکھئے وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اور عصمت فروشی اور عصمت دری کے کس مقام پر وہ جا پہنچے ہیں۔ بطور مشے نمونہ خروارک چند مستند حوالے پیش کرتا ہوں۔

اخلاقی دباؤ کی اس کمی کا نتیجہ تھا۔ کہ فتح کے

بعد بالشویک سپاہی شہوانی بدستی میں مبتلا

ہو گئے۔ (پان اسلامزم اینڈ بالشوزم ص ۲۲۳)

اشتراکی سوسائٹی میں یہ صورت حال علماً پیدا ہو چکی

ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات کو نکاح سے آزاد کر دیا

گیا ہے۔ نکاح کی کوئی اہمیت نہیں۔ اخلاق کے بارے

میں جو جدید اشتراکی تخیلات ہیں وہ یہ ہیں کہ آزاد

محبت۔ مستانکاح اور اس سے بھی زیادہ سستی طلاق

اور ایسے ہی بہت سے اصول۔ نامور روسی سائنسدان

کریں گے۔ وہ ہرگز ہرگز ان مفاسد سے خالی نہیں ہو سکتا جو بعینہ اسی کو سوچ کر سرمایہ دارانہ نخل رکھنے والے طبقہ نے اپنے لئے سوچا تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ ان اشیاء کی شیفٹی و محبت اور دلہنگی سے طرح طرح کی بد اخلاقیات پھیلتی ہیں۔ خواہ نظام سرمایہ داری ہو خواہ نظام اشتراکی۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح ایک سرمایہ دار ظلم و تعدی، جو رو جھاسے نہیں رکھتا۔ غریبوں کی پامالی، مزدوروں کا خون چوسنا اس کا مشغلہ ہوتا ہے۔ نفسانیت و شہوانیت سو بہت ہو کر کسی کی عصمت درمی میں کچھ باک محسوس نہیں کرتا بعینہ اسی طرح بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ اشتراکیوں کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اشتراکی نظام کے علمبرداروں نے اخلاق کے بارے میں جو کچھ کہتا ہے اس کو دیکھ کر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

اخلاق باختگی کی انتہا۔ اعظم ”لینن“ کی زندگی کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں جن کو دیکھ کر غور کرنا چاہئے۔ کہ کیا اس تحریک کی بنیاد اخلاقی اصول پر ہوئی تھی۔ اور کیا اسی سے دنیا میں نیک اخلاق پھیل سکتے ہیں۔؟

”لینن نے گورکی کے سوال کے جواب میں کہا ”کس نے تم کو پڑھا دیا ہے کہ ہم لوگ اصول اخلاقی پر ایمان رکھتے ہیں“

جب اس کے ساتھیوں اور رفقاء کار نے ناجائز روپیہ کے وصول کرنے کو جرم قرار دے کر اس امر کی مخالفت کی تو اس نے جواب دیا

”میں تو روپیہ وصول کر کے رہوں گا کیا تم لوگوں کے دماغ اس کی معقولیت اور موزونیت کے متعلق متوسط طبقہ کے وہی نظریات سے بھرے

ممتاز اشتراکی کارکن میڈم اسمیٹو وورچہ کہتی ہیں۔ کہ ”ایک روز فاؤنڈ لنگ ہسپتال میں سولہ سولہ سال کے دو لڑکے ایک بچہ کو لے کر آئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ ہم دونوں کا مشترک بچہ ہے۔“

(مدینہ جوہلی نمبر)

اب آپ خود انصاف سے فرمائیے۔ کہ کیا اشتراکی نظام اور انفرادی ملکیت کی تیغ سے اخلاق کی درستگی ہو گئی۔ عصمت فروشی میں کچھ فرق آگیا۔ شہوانیت، ہیمنیت کا فور ہو گئی۔ نہیں! بلکہ بد اخلاقی انتہائی معراج کمال کو پہنچ گئی۔ اور درحقیقت انسان اسی طرح تنزل و خسران میں رہا۔ اور ابھی تک اس چیز کو حاصل نہ کر سکا جس کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات بنا ہے اور حیوانوں سے ممتاز ہے۔

ناکامی کی اصل وجہ۔ کہ جس طرح اسی سرمایہ دارانہ نظام کی تاسیس ان اشیاء و شائے کی محبت پر قائم تھی اسی طرح اشتراکی نظام کو بھی انہی بنیادوں پر قائم رکھا گیا۔ ایک ہی جذبہ ہے جو دونوں جگہ کار فرما ہے اس نظام کی ترتیب و تشکیل ہی اس نظریہ کو سوچ کر کی گئی ہے کہ ہمیں ان چیزوں سے قلبی محبت ہے ہم دنیا میں آئے اس لئے ہیں۔ کہ اچھے مکان میں رہیں۔ لذت، اور خوش ذائقہ کھانے کھاتے رہیں۔ نفیس اور قیمتی کپڑے پہنتے رہیں۔ اور ہر وقت پہلو میں ایک ”سوا“ کی بیٹی اپنے پاس بٹھائے رکھیں۔ غرض جس طرح عیش منانے کو جی چاہے کسی قسم کی روک نہ ہو اور کسی چیز کی خواہش رکھتے وقت ہم پر کوئی پابندی نہ ہو۔ کوئی ہمیں یہ کہہ کر منع نہ کر سکے۔ کہ یہ میری ملکیت ہے اس طرح کھلم کھلا برہ اندوز ہونے کا سچے اس میں اختیار نہیں۔ کہ آپ اپنی نظریہ کو لے کر آپ کوئی نظام تجویز

ٹراٹکی نے ایک دفعہ بحیثیت سردار ریاست کہا:-
”ہمیں اعلیٰ و متوسط طبقہ کو کیسے فائدہ دینا
چاہئے۔ یہاں تک کہ ان کے اصل نسب
کا بھی پتہ نہ لگ سکے۔“

(ترجمہ کتاب اسلام و اشتراکیت مسٹر مشیر حسین قادری مرحوم)

حضرات! دیکھا آپ نے۔ دنیا میں امن و چین کی
زندگی گزارنے کے ذرائع ہتھیا کرنے والی جماعت اور
غریبوں کو روٹی اور بیٹی دلانے والے گروہ کے سردار
نے خود اپنی زندگی کیسی گزاری اور اخلاق کا کیسا نمونہ
پیش کیا۔ زر زن زمین کی محبت میں دیوانہ ہو کر اس نے
بھی اخلاقی اصول کو پامال کیا۔ اخلاقی نظریات کو توہمت
قرار دیا۔ اور ان توہمت کی قید سے آزاد رہنے کی تلقین

کی۔ اور برملا کہنے لگا۔ کہ ہمیں اخلاقیات سے کچھ واسطہ

نہیں۔ اور جب جی چاہے آہنی ہاتھوں سے بیدردانہ انسانوں

کو ماغ کی ہڈیوں کو چور چور کرنا ہمارا کام ہے۔ پس معلوم

ہوا کہ یہ نظام بھی اصل مرض کا کامیاب علاج نہیں۔ بلکہ

درحقیقت یہ بھی دوا کا لیل لگا کر زہر نوشی کی بوتل ہے

جس کا بہتر نامزید اخلاقی امراض اور روحانی تکالیف کا

باعث بن جائے گا۔

ان ساری خرابیوں کی اصلاح

اصل علاج۔ اس وقت ہو سکتی ہے اور ان سارے

مفسدات اور بد نظمیوں کی جڑ اس صورت میں کٹ سکتی ہے

کہ دلوں کی اصلاح ہو جائے۔ اندھے آنکھوں میں ہیں

بلکہ اندھے قلوب میں نور بصیرت پیدا کرنے کی کوشش

کی جائے فانہا لا تعی الا بصار و لکن تعی القلوب

التي فی الصدور۔ کسی طریقہ سے اس مصغہ کی اصلاح

کا انتظام ہو۔ اس کے تخلیہ و تخلیق کی سبیلیں سوچی جائیں

نفوس کا تزکیہ ہو اور روحانیت پیدا کی جائے۔ اور ظاہر

ہے کہ اس کام کے لئے صرف مذہبی نظام ہی مخصوص کیا

نہیں۔ لیکن تم لوگوں نے اس وقت میری تعریف

کیوں کی تھی جبکہ میں نے تیلہ کے پوسٹ آفس

پر چھاپہ مارا تھا اور چند سکے (روپیہ) حاصل

کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ حالانکہ تم لوگ

اس امر سے خوب واقف تھے کہ اس میں صرف

متوسط طبقہ کا سرمایہ نہیں ہے۔ بلکہ غریب

کسانوں کا بھی حصہ ہے۔ لیکن شاباش شاباش

کے فتح مندانہ نعروں سے تم لوگوں نے میرے دل

کو تقدیر بخشی۔ دوستو! ان توہمت سے

آزاد ہو جاؤ۔ اور حق و ناحق کی فکر میں مت

پڑو۔“

لیکن ایک دوسرے دوست کو لکھتا ہے:-

”ہمیں نہ تو اخلاقیات سے کوئی واسطہ ہے۔

اور نہ کسی قوم کے مروجہ اخلاق سے کچھ تعلق“

ٹراٹکی نے ایک دفعہ رنجیدگی سے کہا کہ ہماری عجات

باغی بھیک مانگنے والوں کا ایک گروہ ہے۔ اس پر

لینن نے مطمئن کرنے کے لئے لکھا۔ ”ہم رو مینوز کے

بواہرات کے مالک ہیں۔ ہمارے پاس

خافقا ہوں اور دوسرے میوزیم کے خزانے

دفن ہیں ان سب کو فروخت کر کے ہم روپیہ

پاسکتے ہیں۔ ریاست کے مطبع خارجی ممالک

کے بینک نوٹ بے انتہا مقدار میں چھاپ

سکتے ہیں۔“

اس نے ایک دفعہ گور کی کو لکھا ”ہم کلچرل میں پیدا

ہوئے ہیں۔ لوگوں کے سروں پر تھکی دینا

ہمارا کام نہیں۔ ہمارے آہنی ہاتھ اس بیدردی

سے گرنے چاہئیں۔ کہ لوگوں کے دماغ کی ہڈیاں

ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ان کے جسم کی

ہڈیوں سے گودا باہر نکل آئے“

جاسکتا ہے۔ اور دلوں کا پیدا کرنے والا ان کے سنوارنے کے طریقے بتلا سکتا ہے۔ لہذا ہمارا بجا دعویٰ ہے کہ مذہب اسلام جو خدا کا آخری پیغام اور مکمل نظام ہے اس مرض اور اس کی تمام پھیلی ہوئی شاخوں کے استیصال اور افتاء کے لئے ایک کامیاب اور اعلیٰ ترین علاج ہے۔ اسی علاج کو باقاعدہ برتنے سے یقیناً شفاء کامل کی امید ہے۔ آپ ایک معمولی سے معمولی مرض کے لئے اگر بہتر سے بہتر قیمتی اور مجرب دوائی لے کر طبیب کے بتلائے ہوئے طریقے کے خلاف اور مقدار خوراک میں کمی بیشی کر کے استعمال کریں۔ یا آپ کو جو پرہیز بتلایا گیا ہے۔ اس میں آپ غفلت سے کام لے کر بد پرہیزی کریں۔ تو اس صورت میں اگر علاج کارگر نہ ہو سکے۔ آپ کو اس سے شفا نہ ہوئی۔ آپ بدستور بیمار رہے بلکہ مرض اور ہی بڑھ گیا۔ تو اس میں نہ اس طبیب کا قصور ہے نہ دوا کو غیر موثر اور بے فائدہ کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ خود آپ کا قصور ہے۔ کہ آپ نے بتلائے ہوئے طریقہ استعمال اور پرہیز کو چھوڑ کر اپنے آپ کو صحت و تندرستی سے محروم رکھا۔ جب معمولی سی جسمانی بیماری کی یہ حالت ہو۔ تو پھر ایسی عالمگیر اور مہلک بیماری کے لئے اگر آپ نے اسلام کے مکمل علاج کو نہیں بڑھا۔ اور صرف نام کے مسلمان بن کر آپ کو کامیابی نہیں ہوئی۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلامی نظام ان پیچیدگیوں کو سلجھا نہیں سکتا۔ جن کو دیکھ کر ہمارے نوجوان سوشلسٹ بن رہے ہیں یقیناً بے انصافی ہے۔ آج اسلامی جماعتوں میں سے کوئی بھی جماعت یا اسلامی حکومتوں میں سے کوئی بھی حکومت اسلام کی مکمل تعلیمات کو عمل میں لاکر آزمالیں۔ کہ اسی پر عمل کر امن و امان۔ سلامتی و فارغ البالی۔ عزت و آبرو کی دولت نصیب ہو سکتی ہے یا نہیں۔ آج ہم نے خود اسلام کو چھوڑا ہے۔ اسلامی تعلیمات کو پس پشت

ڈال دیا ہے۔ قرآن و حدیث کو طاق نسیان میں رکھ کر دوسروں کی در یوزہ گری کرنے لگے ہیں۔ کوئی انارکزم کا شیدائی ہے۔ کوئی سوشلزم کو سرمایہ سعادت سمجھتا ہے۔ کوئی امپریلزم کا عاشق ہے۔ کوئی فاسنزم کا حامی ہے۔ ہر ازم کا کوئی نہ کوئی پرستار ہے اس کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے تکلیفیں برداشت کر کے اسکے پراپیگنڈے میں لگا ہوا ہے۔ اس کے اصول کی اشاعت میں رات دن مصروف کار ہے مگر افسوس اسلام ازم کے لئے کوئی نہیں۔ نہ اس کا کوئی والدہ و شہید ہے اور نہ کوئی تبلیغ کرنے والا نبیؐ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ و مراء ظھوہرہم کا تھم لا یعلمون ۵۔ و اتبعوا ما تلتوا الشیاطین الخ لکافہ بالکل سامنے ہے کتاب اللہ اور رسول اللہ کی طرف پیٹھ ہے بے اعتنائی ہے۔ اور ساری توجہ ہے ران قوانین کو دنیا میں سر بلند و بالا کرنے کی طرف۔ جن کو اللہ کے اور اللہ کے رسول کے دشمنوں نے صرف اپنے دماغوں سے سوچ کر وضع کیا۔ جن میں کوئی روحانیت نہیں۔ جن میں آخرت کی کوئی بھلائی نہیں۔ بلکہ جن سے دنیا میں بھی امن و امان حاصل ہونے کی توقع نہیں۔ اللہ کے دربار میں ان کی کوئی وقعت نہیں مقبولیت نہیں۔

(ترجمہ) کچھ نہیں پوچھتے تھو سوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِیَ (ترجمہ) کچھ نہیں پوچھتے تھو سوا إِلَّا اَنْتَ اَنْتَ کَافٍ لِّمَنْ عٰبَدَکَ (ترجمہ) تو ہی تو ہی اس کے مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے۔ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی الحکمہ الا للہ امر ان لا تعبدوا الا الایۃ ذلک الذین القییم و لکن اکثر الناس لا یعلمون ۵

اس نے فرما دیا ہے کہ نہ پوچھو مگر اسی کو۔ یہی ہے راستہ

یقین نہ کرنے والے اور عمل نہ کرنے والے) لوگوں کو بے اعتقادی و بے عملی کی وجہ سے گردانتا ہے۔

جب یہ تسلیم ہے کہ طبقاتی کشمکش اور دنیا کی بد امنی اور عام بے چینی کی اصلی وجہ زن- زر- زمین کی اندھی محبت ہے اور یہی محبت اور اس کی بے اعتدالی ساری بد اخلاقیوں کی جڑ ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیا میں کسی نے ایسا نظام عمل پیش نہیں کیا۔ جس سے ان مفاسد و مضار کا کلی استیصال ہو اور یہ بہیمیت و سبعیت اور تر و وطنیان ختم ہو جائے۔ تو اب اجمالی طور سے عرض کر رہا ہوں کہ قرآن و حدیث کے پیش کردہ نسخے اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی عملی زندگی اس مرض کے لئے یقینی دوا ہے اور اسی کو برتنے سے شفاء کامل کی یقینی امید بھی ہے اور اسی سے روحانیت پیدا ہوگی۔ انسان سے درندگی اور دوسرے کے حقوق غصب کرنے کا جذبہ رخصت ہوگا۔ یہی خانہ جنگیاں، ہلاکت خیزیوں، افراد و اقوام کی باہمی آویزشیں ختم ہو جائیں گی۔ امن و امان کا دور دورہ ہو جائے گا۔ سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی صرف اللہ تعالیٰ کا قانون جاری ہوگا۔ صرف وہی حاکم منظور ہوگا۔ اور اسی کے احکام پر عمل پیرا ہو کر دنیوی اور دینی سعادتیں حاصل کی جائیں گی۔ اور دارین کا فوز و فلاح نصیب ہوگا۔

اور میں جو کچھ عرض کروں گا یہ صرف اجمالی اشارات ہوں گے اور چند اصولی باتیں پیش کی جائیں گی۔ ورنہ قانون اسلام کی جزئی و فعات جو علم فقہ کی صورت میں مدون ہیں۔ اس قدر پھیلے ہوئے ہیں۔ کہ ان کا استیعاب اور پوری تفصیل و تشریح ایک مجلداتی مضمون میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔

(باقی آئندہ)

سیدھا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

فَرَمَا وَمَنْ يَنْتَفِ عَيْنُ الْإِسْلَامِ دُنْيَا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ۔ ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں یہ بات گھر کر گئی ہے۔ رگ و ریشہ میں شیطانی و سوسہ سرایت کر گیا ہے کہ قومی ترقی۔ دنیا میں علو و تمکن۔ جہانگیری و جہانباہی کے لئے اسلامی اصول سے انحراف اور اسلامی تہذیب و تمدن اور مذہبی وضع و قطع سے بالکلیہ اجتناب نہایت ضروری ہے مذہبی روایات اور دین اسلام کو خیر باد کہہ کر یورپی اقوام کی جاہد اور اندھی تقلید میں ترقی و کامیابی کا سارا راز مضمر ہے۔ اس لئے نوجوانوں کے دماغ ان نظاموں کے حسن و خوبی کے احساس سے مرعوب ہیں۔

جن کی تشکیل کارل مارکس یا لینن جیسے دہریہ و بد اخلاق۔ نوجوانوں نے کی۔ یا ہٹلر و موسولینی جیسے جابر و قاتل و کثیر و کذب نے اپنے دین اور اپنی تعلیمات کو بالکل بے کار سمجھا۔ بے عمل تھے ہی جوں دین سے بدنظم بھی ہوئے

اور اس نظام سے یکسر غافل و جاہل رہے۔ جس کو خالق الارض و السموات حکیم و خیر خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کے آخری پیغمبر سیدنا خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ نے پیش کر کے وصیت فرمائی :-

ترکت فیکم امون لب | میں نے تم میں دو ایسی
تضالوا ما تمسکم بہما کتاب | چیزیں چھوڑ دوں کہ اگر تم
اللہ وسنتہ رسولہ | ان کو مضبوط پکڑے رہو
گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب قرآن
مجید اور دوسری اللہ کے رسول کی سنت یعنی احادیث
نبوی اور میری زندگی اور فرمایا انہا بعثت رحمتہ (مسلم)
فرمایا ان اللہ یرفع بھذا | اسی کتاب (پر ایمان لانے
الکتاب اقواما ویضع بہ | اور عمل کرنے) سے اللہ تعالیٰ
آخرین (مسلم) | بہت سی قوموں کو ترقی

دینا اور انہیں اٹھا دیتا ہے۔ اور (اس کی تعلیمات پر

مسلمانوں کا پہلا عروج و اقبال اور موجودہ تنزل و ادبار

اسباب زوال

(از مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکائیل رفیق دارالتالیف مفتی دارالعلوم غزنیہ بھیرہ)

لِلنَّاسِ ثَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
تَوَّعَدُونَ بِاللَّهِ ط
(آل عمران)

امتوں سے جو بھیجی گئی ہے
عالم میں حکم کرنے ہوا ہے
کاموں کا اور منع کرتے ہو
برے کاموں سے اور ایمان
لائے ہو اللہ پر۔

پھر اگرچہ ہر ہر مرحلہ پر ان کی مخالفتیں ہوئیں قصیر
و کسریٰ کی عظیم الشان مسلح کثیر المتعداد فوجوں سے
مبارزت و قتال کی نوبتیں آئیں۔ ان کو اپنے نصیبین
میں ناکام کرنے کی منظم کوششیں ہوئیں مگر اسی سیلاب
عظیم کو روکنے کی ہمت کسی کو نہ ہو سکی۔ اور ہر مقابل و
معاند کو خس و خاشاک کی طرح ہٹا پڑا۔ دشت و جبل
کو با مال کر کے، دریاؤں، ندیوں کو عبور کر کے خدا کا پیغام
خدا کی مخلوق تک انہوں نے پہنچایا۔ کسی نے اطاعت
کر کے اسلام قبول کیا اور کسی نے الٰہی قانون کی برتری
تسلیم کر کے جزیہ دینا منظور کیا۔ اور اسی طرح حکومت
الٰہی قائم ہوتی گئی۔ سیاسی طاقت و قوت ان کے ہاتھوں
آئی۔ کسریٰ کا تلج مرتضیٰ اور فرس نو بہار اور دوسرے
شاہانہ عجائبات ان کے قبضہ و اختیار میں آئے۔ اور آل
غنیمت کے طور پر بٹ گئے۔ تمکن فی الارض، وراثت
ارض اور استخلاف فی الارض کی اس دولت سے
نوازے گئے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّا هُمْ اَوْ

خاتم النبیین جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
پاکیزہ تعلیمات سے ہدایت پا کر صحابہ کرام کی مقدس جماعت
نے جب اسلام قبول کیا۔ تو اس کے ساتھ ہی ان کی تمام وہ
اخلاقی کمزوریاں جو عرب قوم کے زوال و ادبار کی موجب
تھیں، چھوٹ گئیں۔ جو پہلے وحشی اور غیر متحمل تھے وہ مہذب
و تمدن بن گئے۔ جو جاہل و نادان تھے وہ نہ صرف یہ کہ
عالم و دانائے بلکہ تمام دنیا کے معلم اور استاد ہوئے اور
بہت تھوڑے عرصہ میں انہوں نے ایسی ترقی کی کہ حضور
کی وفات کے بعد سرزمین عرب کے ریگستانوں سے نکل کر
عراق، شام، فلسطین اور مصر کے سبزہ زاروں پر پھیل
گئے۔ اور قرآن و حدیث کے جس چشمہ شیریں اور آبِ حیات
سے انہوں نے اپنی پیاس بجھائی تھی۔ دوسرے پیاسوں
کو بھی اُسی سے سیراب کرنے لگے۔ جن جن فیوض و برکات
سے خود مستفیض ہوئے تھے۔ اور ان کو بھی ان سے بہرہ
کر دیا۔ وحی و نبوت کی جس روشنی سے خود ان کے
قلوب و دماغ منور ہو چکے تھے۔ اسی روشنی کو لے کر
دنیا کے دوسرے تاریک گوشوں کو روشن و تاباں کرنے
کے لئے آمادہ ہوئے۔ جہالت کی جن تاریکیوں سے خود
مکمل تھے۔ خدا کی اور مخلوق کو بھی ان تاریکیوں سے روشنی
میں لے آنے کے لئے اللہ کی خاطر اپنے گھروں سے
سربستی پر رکھ کر روانہ ہوئے۔

کنتم خیر اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ (ترجمہ) تم ہو بہتر سب

الکثرین الاحمر و
الابيض
(مسلم شریف)
مچھے دو خزانے سونے اور چاندی کے دیئے گئے (قصیر
کی اشرفیاں اور کسری کے روپے)

۲- اور فرمایا :-

هَلَكَ كِسْرَى ثَلَاثًا
يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَ
وَقِيصَرٍ لِيَهْلِكَنَّ ثَلَاثًا
يَكُونُ قَبِيصَرٍ بَعْدَ
وَلَتَقْسَمَنَّ كَنُوزَهُمَا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ -
(مسلم شریف حلد ثانی)
بن کر) تقسیم کئے جائیں گے۔

۳- اور فرمایا :-

لَتَفْتَحَنَّ عَصَابَةُ مَنْ
الْمُسْلِمِينَ كَنُوزِ آلِ كِسْرَى
الَّذِي فِي الْاَبْيَضِ -
(مسلم شریف ج ۲)
مسلمانوں کی ایک جماعت
آل کسری کے اس خزانے
پر قابو پائے گی جو اس کے
خاص محل قصر ابیض میں
ہے۔

۴- آپ نے ایک دفعہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ
عنه کو فرمایا تھا :-

وَلَكِنَّ طَلَبْتَ بِكَ حَيَاةً
لَتَفْتَحَنَّ كَنُوزَ كِسْرَى
(بخاری شریف)
اگر تمہیں زندگی نصیب
رہی تو ضرور کسری کے
خزانے فتح کر کے رہے گا

اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ خود اس پیشین گوئی کی تصدیق
فرما رہے ہیں :-

وَكُنْتُ فِيمَنْ افْتَحَ
كَنُوزَ كِسْرَى
جن مسلمانوں نے کسری بن
برمر کے خزانوں کو فتح

فِي الْأَمْصَرِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ
وَأَتَوْا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا
بِالْمَغْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ - (ج)
قدرت دیں ملک میں
تو وہ قائم رکھیں نماز اور
دیں زکوٰۃ اور حکم کریں
بھلے کام کا اور منع کریں
برائی سے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا
مَعَكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
أَمْنًا هَلْ يُعْبَدُ وَنُحِثُ
لَا يُشْرِكُونَ فِي شَيْئًا
(نور)

امن۔ وہ میری بندگی کریں گے۔ شریک نہ کریں گے میرا
کسی کو بھی۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی
حرف ب حرف پوری ہو گئی۔ فرمایا تھا :-

إِنَّ اللَّهَ زَوَىٰ لِلْأَرْضِ
فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا
وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي
سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا زَاوِي
اللہ تعالیٰ نے میرے لئے
ساری زمین سمیٹ لی
پس میں نے اس کا مشرق
و مغرب سب کچھ دیکھا اور
دشک مہم امت

اور رفقاء، کار کے بارہ میں کچھ سوالات پوچھے اور جب الْحَقُّ کلمۃً بَادِرَةً کی بنا پر دشمن کی زبان سے حقیقت کا اظہار ہوا تو ہر قل قیصر روم نے نتائج کو بھانپ کر کہا :-

اگر تو جو کچھ کہہ رہا ہے سچ
ہے تو پھر وہ یقیناً نبی ہے
اور اس کی حکومت میرے
اس ملک پر بھی پہنچ آئیگی
قَدْ تَحَى - (بخاری شریف)

یہ تو عروج و صعود کا دور تھا اور نہایت بہترین اور سعید دور تھا۔ خود آقا نے مادِ ارا کا ارشاد ہے
خیر القرون قرنی ثلث الذین یلوئہم عفاۃُ اخلاق
اعمال، معاشرت، تہذیب و تمدن، عادات و عبادات
ہر چیز میں صحیح اسلامی روح کا رفرما تھی، حکومت الہی
تھی، خلافت راشدہ تھی، قرآن پر عمل تھا، سنت
نبوی کی قدم بقدم پیروی تھی۔ مگر خلفاء راشدین کے
بابرکت زمانہ کے بعد ملوکیت کا دور چلا۔ خلافت کی جگہ
ملوکیت ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ راعی و رعایا دونوں میں
کچھ فرق پڑنے لگا۔ عقائد دین میں بھی رخنہ پیدا ہونے
شروع ہو گئے۔ نئے نئے فرقے اور نئے نئے فتنے ظہور
پذیر ہونے لگے۔ اخلاقی حالت بھی بگڑ جانے لگی۔ اور
اعمال میں بھی بے احتیاطی برتی جانے لگی۔ عجمیوں کے
ساتھ اختلاط، سیم و زر کی کثرت کی وجہ سے وہ اسلامی
سادگی نہ رہ سکی۔ شانہ ٹھاٹھ اور حاکمانہ آن بان
سے عیاشانہ زندگی بسر کرنے لگے اور حضور کا فرمان
ان مما اخاف علیکم
من بعدی ما یفتح علیکم
من زہرۃ الدنیا و
زینتہا۔
(متفق علیہ)

کر کے حاصل کیا میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔
اور یہی چیز آپ کو خواب میں دکھائی گئی اور اسی
کی خوشی سے بیدار ہو جانے کے بعد آپ کے مبارک
ہونٹوں پر مسرت و ابتہاج کی مسکراہٹ تھی تم استیغظ
و هو یضحک۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کس خوشی سے
آپ تبسم فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :-

نَاسٌ مِنْ أُمَّتِی عَرَضُوا
عَلِیَّ غَزَاةً فِی سَبِیلِ اللّٰہِ
یُرِکِبُونَ ثَلِجَ ہَذَا الْبَحْرِ
مَلُوکًا عَلٰی الْاَسْرَةِ -
(متفق علیہ)

میں کشتیوں پر سوار ہو کر ایسی خوشی سے سفر کر رہے
ہیں جس طرح بادشاہ تخت سلطنت پر خوش خوش بیٹھے
ہوئے ہوتے ہیں۔

اور اکثر علماء اور اہل سیر کے ہاں اسی کا وقوع
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت اور حضرت عثمان ذوالنورین
رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ ۳۰ھ میں غزوہ قرش
کے موقع پر ہوا۔ (لمعات)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسے عقائد، ایسے اخلاق
اور ایسے تعلیمات کا اثر یہی ہونا چاہئے تھا کہ ایسے عقائد
و اخلاق رکھنے والی جماعت ہر جگہ مظفر و منصور ہو۔ ہر جگہ
ان کا علم سر بلند ہو۔ جہاں کہیں رُخ کوئے فتح و ظفر
استقبال کے لئے پہلے سے حاضر ہو۔ ایسے خدائی گروہ
کے سامنے کوئی باطل طاقت ٹھہر نہیں سکتی کوئی حکومت
و سلطنت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور یہی تو وجہ تھی
کہ ہر قل حقیقت کی تہ تک پہنچ گیا تھا۔ مشہور واقعہ ہے۔
کہ ہر قل قیصر روم نے ابوسفیان سے جو اس وقت تک
رضی اللہ عنہ نہیں بنے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات، نسب، عقائد، اخلاق و شمائل، اعمال و اقوال

میں نہ پھنس جاؤ۔

اور آپ کا ارشاد:-
فواللہ لا الفقرا خشی
علیکم ولکن اخشی علیکم
ان تبسط علیکم الدنیا
کما بسط علی من کان
قبلکم فتنافسوها کما
تنافسوها وتھلککم کما
اھلکتھم۔

(متفق علیہ)

خدا کی قسم مجھے تمہارے
فقر کا کوئی ڈر نہیں مجھے
ڈر تو اس بات کا ہے کہ
تم کو دنیا کی ایسی فراخی
ہو جائے گی جیسا کہ پہلے
امتوں کو ہو گئی تھی۔ پھر
تم اس کی محبت میں گرفتار
ہو کر اس کی بے اندازہ
رغبت کرنے لگو گے جیسا
کہ وہ رغبت کرتے تھے۔ اور وہ دنیا تم کو ہلاک کر دی گئی۔

جیسا کہ ان کو ہلاک کیا تھا۔

صحیح ثابت ہوا۔ باہمی تحاسد و تباعض شروع
ہوا۔ تخت سلطنت پر متمکن ہونے کے لئے بھائی بھائی کی
گردن کاٹنے لگا۔ بلکہ بیٹا باپ کی موت کی تلاش میں ہوتا
اگرچہ اسلام کے نام لیواؤں کی حالت وہ نہ رہی تھی۔
جو قرن اول میں تھی۔ مذہبی نکتہ نگاہ سے حیثیت مجموعی
ہر پچھلا دور پہلے دور سے زبوں تر ہوتا۔ مگر پھر بھی بعض
ایسے افراد ہمیشہ ہوتے رہے جو اصلی اسلام، اور ایمانی
روح کو عملی اور علمی دونوں طرح محفوظ رکھتے رہے۔

اور ایسے ہی افراد کی مخلصانہ سعی و کوشش کی برکت
اور اسلام کی اپنی صداقت و حقانیت کی وجہ سے یہ مقدس
مذہب دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلتا رہا۔ اور خداوند
صراط مستقیم سے بھٹکی ہوئی مخلوق کی کثیر تعداد ان کی
صدائے حق پر لبیک کہہ کر راہ راست پر آتی رہی۔

تاریخی حقائق کی روشنی میں اس موضوع پر بہت کچھ
بحث کرنے کی گنجائش ہے۔ مگر میں بحث کو سمیٹ کر
مختصر کرنے کے لئے ہندوستانی تاریخ کی طرف صرف
اشارہ کر دینا چاہتا ہوں۔

یہاں ہندوستان میں مسلمانوں کی جو حکومتیں بنیں وہ
مسلمان قوم کی حکومت تو تھیں۔ یا مسلمان بادشاہ کی حکمرانی
تو تھی۔ مگر خالص "اسلامی حکومت" ہرگز کبھی بھی نہیں
تھی (الاماشاء اللہ) اور نہ ہندوؤں کی اس سرزمین کو
مسلمانوں کی آبادی بنانے میں ان کی کوشش و ہمت
کو چنداں دخل تھا۔ بلکہ خدمت اسلام، تبلیغ دین
پر کمر بستہ ہو کر صوفیاء کرام، مشائخ عظام، بزرگان
دین اور حضرات علماء نے یہ کام شروع کر رکھا تھا اور
انہیں اپنے نصب العین میں بڑی حد تک کامیابی
ہو بھی گئی۔

مگر مبلغین حق اور خادمان دین کی اس جماعت کو
ہر زمانہ میں دو کام کرنے پڑے تھے:-

۱- غیر مسلموں کو دلائل و براہین سے یقین دلا کر
اور اسلام کا سیدھا راستہ دکھا کر کفر کی تاریکیوں سے
اسلام کی روشنی میں آنے کی دعوت و تبلیغ و اذاع
الی سبیل کرنا۔ بال حکمتہ و المواعظۃ الحسنۃ
۲- خود اسلام کے نام لیواؤں اور اپنے آپ کو
محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کہنے والوں کی اندرونی
عملی اور عملی خرابیوں کی اصلاح،

اور درحقیقت یہ دوسرا کام اس قدر اہم اور ضروری
ہے جس قدر وہ پہلا کام، بلکہ بعض وجوہات سے اسکی
حیثیت بڑھ بھی جاتی ہے۔ لہذا ان حضرات نے اندرونی
اصلاح کا بیڑا بھی اٹھایا۔ اور ہر اس چیز کے خلاف علم
جہاد بلند کیا جو درحقیقت اسلام میں نہ تھی بلکہ روح
ایمانی کے سراسر متضاد، قرآن و حدیث کی صریح نافرمانی
اور محمد رسول اللہ کی سنت سنہ کے برخلاف تھی۔ اور
ایسا زہر، جس کی وجہ سے امت کا زوال و انحطاط،
قومی اور اجتماعی زندگی کا اختتام، اور ریاست و
حکومت کی تباہی و بربادی ایک امر یقینی معلوم ہوتا

تھانہ غیروں کے ساتھ تشبہ اور ان کی پیروی، بدعات و محدثات، رفض و تشیع، حب دنیا، تن آسانی، و آرام طلبی اور دوسری اخلاقی اور عملی کمزوریوں سے انہیں باز رکھنے کی جدوجہد میں ہمیشہ مصروف کار رہے اور اپنی عزیز عمریں اسی کار خیر میں صرف کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس خاندان کے دوسرے بزرگوں اور اسی سلسلہ کے ارشد تلامذہ دوسرے علمائے کرام نے اصلاح امت اور خدمت دین کا یہی کام کیا۔ اور صحیح اسلام کی نورانیت پھیلنا حق کو باطل سے ممتاز کرتے رہے۔

ان حضرات نے جس نور کو پھیلایا وہ بھی اسی مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہے۔ حضور نے جس طرح مسلمانوں کی ترقی، ان کے فتوحات کے بارے میں پیشینگوئیاں فرمائی تھیں۔ اور پھر وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئیں اسی طرح انہوں نے آخر میں اسی قوم کی حالت بدلنے، ان کے مقہور و مغلوب ہونے، اقوام عالم کے تختہ مشق بننے، اور دینی اور مذہبی طبقہ کے بے بس و مجبور ہونے کا ذکر بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اور ان اسباب و عوامل کا بھی ذکر فرما گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ایسی کایا لیلٹ جائے گی۔ اور انہیں اوج سے حضیض پر آنا پڑے گا آج مسلمانوں کی پستی انتہا و کمال کو پہنچ گئی ہے ان کا جماعتی شیرازہ بکھر گیا ہے۔ اسلامی حکومت اگرچہ پہلی بھی نہ تھی۔ لیکن مسلمانوں کی حکومت تو تھی۔ اس سے بہت کچھ فائدہ لیا جاسکتا تھا۔ قوت اور سیاسی طاقت تو تھی۔ کبھی کبھی تو مذہب کے کام آہی جاتی تھی اب وہ بھی نہ رہی۔ دوسروں کے غلام ہیں۔ دوسروں کی مرضی پر زندگی گزار رہے ہیں اور دنیا کی قوموں میں

کوئی ممتاز درجہ نہیں۔ اور اعلیٰ تو کیا عالی بھی نہیں غرض ہم جس قدر عزیز تھے اسی قدر ذلیل ہو گئے۔ اور ابتدائی دور سعادت میں جس معراج کمال پر پہنچے تھے۔ آج اسی قدر انتہائی حد زوال پر ہیں۔ مگر اپنی اس زبوں حالی اور در ماندگی کو دیکھ کر رونے پینے اور مرثیہ خوانی سے کچھ نہیں بنتا، اور نہ تبھی بنا ہے۔ ضرورت اسی کی ہے کہ قرآن و حدیث کھول کر ان سے معلوم کریں کہ ان پستیوں کے اسباب کیا ہیں اور یقیناً خداوند تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اسباب کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم میں وہ چیزیں موجود ہوں جن کی وجہ سے ہمیں یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ تو ان کو یک لخت چھوڑنے کی ہمت کریں۔ اور پھر اللہ کی طرف رجوع ہو کر اللہ کی آغا و امداد کے طالب ہوں۔ تاکہ وہ خوشگوار زمانہ کچھ پھر دوبارہ عود کر آئے۔ باعزت زندگی نصیب ہو۔ اور سچے مومن اور اعلیٰ بن کر رہیں اور دنیا کا زمام اختیار ہمارے قبضہ میں ہو۔

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا اور ہے

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہ رہے بلکہ اس کو پھر سے سچ کر کے دنیا کو دکھادیں۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی اور اتباع

عن ابی سعید رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن تبعن سنن من قبلکم شبرا کثیرا و ذرنا غایدا سنن حنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تم قدم بہ قدم ضرور پیروی کرو گے پہلی قوموں کی۔ حتیٰ کہ (مثلاً) اگر وہ کسی سوسمار (گود)

حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنے زمانہ ہی کے متعلق فرما گئے ہیں۔

بحکم حدیث صحیح لتتبعن سنن من کان قبلکم ازین آفات سیح چیزے نیست
مگر امروز قوسے مرتکب آئند و معتقد مثل
آں اعافنا اللہ سبحانہ من ذلک۔
(الغز الکبیر ص ۱)

ہم میں جھوٹے پروپیگنڈے خوب فروغ پاتے ہیں باطل کی آواز کو ہم نہایت شوق اور توجہ سے سنتے ہیں اہل زین و اہوا کی طرف سے جو کچھ ما نزل اللہ کے خلاف شائع ہو جاتا ہے۔ ہم بڑی محبت سے اس کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مگر حق کی بات نہ سنتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ سچوں کے کسی سچے مضمون کو نہ کبھی غور سے دیکھا اور نہ اس کی طرف کوئی خاص توجہ کی۔

مال و دولت کمانے میں حرام و حلال کا کچھ خیال نہیں رکھا جاتا۔ نادان طبیبوں یعنی ”رہنمایان قوم“ کی تشخیص یہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نکتہ واد مار کا سبب ان کا افلاس ہے۔ دولت کی کمی ہے۔ ترقی کی راہ یہ ہے کہ افلاس دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ مالی حالت مضبوط کی جائے۔ ذریعہ حصول جو بھی کچھ ہو۔ آمدنی جس صورت سے بھی ہو۔ جس طور سے بھی ہو گھر میں سونا چاندی آجائے۔ خواہ وہ دھوکہ و خیانت کر کے آجائے۔ خواہ کسی سے رشوت لیکر حبیب بھر جائے۔ یا سوڈ لینا پڑے۔ یا شراب اور دوسری حرام چیزوں کی

لَوْ دَخَلُوا الْجَحْرَ صَدِّقًا
تَبَخْتُمُوهُمْ قِيلَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْهِمْ دَرَجَاتٌ
وَالنَّصَارَى - قَالَ
مَنْ - (متفق علیہ)
آپ کا اس سے مراد یہود
و نصاریٰ ہیں، فرمایا اگر وہ نہیں تو پھر اور کون۔

یعنی یہود و نصاریٰ کی پیروی اور ان کے طرز و طریقے عادات و اطوار پر چلنا میری امت میں جاری ہو جائے گا۔ لوگ اپنے صحیح عقائد میں یہود و نصاریٰ کے بعض باطل عقائد کی کچھ آمیزش کریں گے جس طرح انہوں نے اپنے نبیوں، بزرگوں کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیا اور حد اعتدال پر قائم نہ رہے اسی طرح اس امت کے بعض لوگ بھی انبیاء و اولیاء کے بارے میں ان کی روش پر چل کر حد اعتدال سے تجاوز کر بیٹھیں گے۔ جس طرح وہ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ اَكْلُونَ لَلْأَسْمَاحِ تھے۔ اسی طرح ان میں بھی کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔

جس وضع و قطع کو نصاریٰ پسند کرینگے یہ لوگ بھی اسی وضع و قطع کو بدل و جان قبول کرتے جائینگے ان کا جو طریقہ معاشرت ہوگا۔ یہ بھی ان کی تقلید میں اسی کو اختیار کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان کے رسم و رواج پر چلیں گے۔ غرض ہر شعبہ حیات میں ان کا اتباع اور ان کی اندھی تقلید ان لوگوں کا شیوہ بن جائے گا۔ اور اپنی قومی خصوصیات، مذہبی امتیازات اسلامی روایات، سب کچھ فنا کر ڈالیں گے۔

حضرات اب آپ غور کیجئے کہ کیا آجکل یہ ہو رہا ہے یا نہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے حضور کے ارشاد کا مصداق آنکھوں کے سامنے ہے۔ عقائد میں بے اعتدالی پیدا ہو چکی ہے۔ جس کا مشاہدہ ہو رہا ہے بلکہ

لے خون کے آنسو“ رونے والے ایک صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں تو اضغافاً مضاعفاً دو چند سود لینے کی ممانعت ہے۔ معمولی سا سود لگا کر وصول کرنا تو منع نہیں

جب حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی ہے۔ طیب و خبیث کا فرق بالکل ملحوظ ہی نہیں۔ معاملات جو نصف دین اور علم الفقہ کا نصف سے بیشتر حصہ ہے ان کے احکام پر بالکل عمل نہیں کیا جاتا۔ اور جب حالت یہ ہو۔ تو پھر ہماری دعاؤں میں تاثیر کہاں سے آئے۔ ہمارے دست سوال دراز ہوتے ہیں۔ مگر اسی دربار رحمت سے غائب و خاسر اس لئے واپس ہوتے ہیں کہ

الرجل یطیل السفر اشعث
اغبر یمتد ید یہ الی
السما یمرب یمرب
و مطعمہ حرام و مشرب
حرام و ملبسہ حرام
و غزی بالحرام فانی
لیستجاب لذلک
(مسلم شریف)
اور اس کا نشو و نما ہی حرام ہے۔ تو بھلا ایسے کی دعا کب قبول ہوگی۔
(باقی آئندہ)

تجارت سے مال و دولت بڑھتی ہو۔ خواہ لاٹری یا کسی "ممع کے حل" کی صورت میں مہذب جو اٹھیل کر حاصل ہو یا "مسلم انٹرنس" اور "مسلم سینما" کے ڈائریکٹر اور مینیجر بن کر کما نا ہو۔ کیونکہ ہندوؤں جیسی مالدار اور آدمی کے ہر شعبہ میں دنیا کا رقوم کے ساتھ سایہ بسایہ ہندوستان میں رہنا ہے اس لئے سیم و زر سمیٹ لینے میں حلال و حرام۔ جائز و ناجائز کی قید تجارتی میدان مقابلہ میں شکست دے دیگی اس وقت مالدار ہو سکیں گے جب ہر کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ قوم کے نئے شفیقوں "اور" حائلین شریعت "کی انہی جماعت کی طرف سے ان محرمات کے جواز کے فتوے بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ اور علماء کرام کو جو د و خمود اور لکیر کے فقیر ہونے کا طعنہ بھی دیا کرتے ہیں اور مسلمانوں کی موجودہ کمزوریوں کے ذمہ دار بھی وہ قرار دیئے جاتے ہیں۔

لمثل هذا یدوب القلب من کم
ان کان فی القلب اسلام و ایمان

قطع تاریخ و قاتل مولانا منیر شاہ مصنام حرم

(از مولانا عبدالرسول صاحب بکھر دی)

آل قریشی منیر شاہ نامی،
ناصح مرد ماں بو عظ و بیان
کرد حلت ازیں جہاں ناگاہ
موت عالم بود بر اہل جہاں
عبد تاریخ حبت از غم دل

لفظ شاہ منیر کرد چو ضم

گفت ہاتف برقت از دُنیا

۱۳۶۱ھ

لے ایک صاحب نے ایک فہرہ فرمایا کہ اب بعض ہندو اور سکھ چیرے کی تجارت کو نفع مند سمجھ کر کرنے لگے ہیں اور اکثر ہندو اور سکھ تاجر اگرچہ عوام کے ہیجان اور مخالفت کی وجہ سے بلا واسطہ خود اپنے ہاتھوں یہ کاروبار نہیں کرتے لیکن مسلمان کارندوں اور ملازموں کے ذریعہ سرمایہ لگا کر خوب نفع اٹھا رہے ہیں پھر مسلمان کیوں خود اپنے سے محبت نہ کر صرف غیر مسلموں پر فروخت کرنے کے لئے اس کی تجارت کا لائسنس حاصل نہ کریں تاکہ جس طرح غیر مسلم ٹھیکیدار اس سے بہت نفع حاصل کرتے ہیں یہ بھی حاصل کریں بلکہ بہت مسلمان شراب نوشوں کا پیسہ غیر مسلموں کے گھر جاد رہے وہ تو مسلمان ہی کے گھر میں آئے تو بھلا ہے۔ مجھے تو شرعاً اس میں کچھ قباحت معلوم نہیں ہوتی (یہ بھی شکر ہے کہ ابھی تو خود مجتنب رہنے کی ضرورت تو سمجھتے ہیں چند روز بعد فیروزت بھی اڑ جائے گی) منہ

تایخ و عبرت و نظر

حسین بن منصور حلاج

ذیل کا مقالہ مولانا حافظ سید محمد ادریس صاحب پروفیسر ایم۔ اے۔ او کالج اتر نے شمس الاسلام کیلئے عطا فرمایا ہے اس مقالہ میں جیسا کہ قارئین کو معلوم ہو جائیگا مشہور صوفی حضرت حسین بن منصور حلاج کے حالات و خیالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اسکے ساتھ موصوف پر بعض اکابر علماء و محدثین کے اعتراضات نقل کئے گئے ہیں اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ان اعتراضات کی حقیقت پر روشنی ڈالیں اور شمس الاسلام کے صفحات کو اپنے گراں قدر خیالات مزین فرمائیں۔ (مدلیہ)

کہ حضرت سہل تستری بہت بڑے خدا رسیدہ بزرگ ہیں اور ہزار ہا صوفی ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے مراتب عالیہ پر پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ ۲۶۰ھ (۸۷۳ء) میں واسط سے تستر چلے گئے اور حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ دو سال کے بعد وہاں سے واپس بغداد آئے۔ اور حضرت جنید بغدادی کے مرید ہو گئے۔ اور تقریباً بیس سال تک ان کی ہدایات کے مطابق چلے کھینچتے رہے۔ اور مشکل سے مشکل ریاضتیں کر کے سلوک کے منازل طے کرتے رہے۔

حلاج مکہ معظمہ میں۔ ۲۸۲ھ (۸۹۵ء) میں مکہ معظمہ گئے۔ اور وہاں

حضرت عمرو بن عثمان مکی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر سلوک کے مراحل طے کرنے لگے۔ مگر چند دنوں میں وہاں ایک ناگوار واقعہ پیش آیا جس نے استاد اور شاگرد کے درمیان ناراضگی پیدا کر دی۔ اور ان کو مجبور ہو کر وہاں سے واپس آنا پڑا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنے شیخ کی کوئی کتاب بلا اجازت لے کر نقل کرنی شروع کی۔ اتنی سی بات پر شیخ ان سے ناراض ہو گئے اور انہیں بدو عادی۔ جب حلاج نے وہاں سے واپس

اپیش۔ ۲۸۷ھ (۸۹۵ء) میں صوبہ شیراز میں بیضا کے پاس طور نامی گاؤں میں پیدا ہوئے اور ان کے بچپن کے دن عراق کے مشہور شہر واسط میں گزرے جہاں کسی وجہ سے ان کا کتبہ آ کر آباد ہوا تھا۔

حلاج کی وجہ تسمیہ۔ حلاج کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ وہ ایک دن کسی دھنی کی دکان پر گئے اور اسکو ایک کام پر بھیج دیا جب وہ تھوڑی دیر میں واپس آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دکان میں جتنی روٹی پڑی تھی وہ سب دھنی جا چکی تھی۔ جب اس بات کا چرچا پلٹا تو لوگوں نے ان کو حلاج (دھنی) کہنا شروع کیا۔

دوسری روایت۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسین بن منصور کو کشف قلوب حاصل تھا۔ اور وہ لوگوں کو دلوں کے بھید بتا دیا کرتے تھے اس لئے لوگوں نے ان کو حلاج الاسرار (راز کھولنے والا) کا لقب دے دیا۔ جو رفتہ رفتہ صرف حلاج رہ گیا۔

حلاج کا پہلا سفر۔ لکھتے ہیں کہ حلاج بچپن سے ہی مشائخ کی جستجو شروع کی۔ ان کو معلوم ہوا

کسی چھت کے سایہ میں نہیں آئے۔ دن رات صرف آسمان کی چھت کے نیچے بیٹھے یا کہ معظہ کی پہاڑیوں میں پھرتے رہتے تھے۔

ایک واقعہ - ایک دفعہ مکہ معظمہ کے شیخ الصوفیہ ابو عبد اللہ مغربی ان سے ملنے آئے معلوم ہوا کہ وہ کوہ ابو قیس کی طرف نکل گئے ہیں۔ شیخ مغربی اپنے مریدوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ دیکھا تو وہ مکہ کی محرمی میں گرم پتھروں پر ننگے پاؤں اور ننگے سر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور پسینہ ایک پتھر پر ٹپک رہا ہے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے مریدوں سے کہا کہ یہ شخص سختیاں جھیل رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بہادری جتلا رہا ہے۔ عنقریب ایک ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ جسے برداشت نہیں کر سکے گا۔ (دائرة المعارف بستانی)

حلاج ہندوستان میں - اس طرح چوبیس سال اس طرح ریاضت کر کے انہوں نے اپنے نفس کی تکمیل کر لی۔ پھر خدا کا نام بلند کرنے اور اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے تبلیغ کا ارادہ کیا۔ اس کام کے لئے ان کی نظر انتخاب ہندوستان پر پڑی جہاں اس زمانہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور مسلمان علماء اور صوفیاء اپنے علم اور روحانیت کے ذریعے لوگوں میں اسلام کا پرچار کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک سرکاری جہاز پر سوار ہو کر گجرات آئے۔ پہلے یہاں کے سادھوؤں اور ہنستوں کے طور طریق معلوم کئے۔ جادو کا فن سیکھا۔ پھر دعوت و ارشاد کی بساط بچھائی اور تھوڑے عرصہ میں ہزاروں لوگوں کو مسلمان کیا۔

حلاج کا دورہ - پھر ہندوستان سے ترکستان چلے گئے۔ وہاں بھی پیری مریدی کا سلسلہ قائم کیا۔ پھر مختلف ممالک کی سیر کرتے

بغداد آنے کا ارادہ کیا۔ تصوفیوں کی ایک بہت بڑی عمت ان کے ساتھ ہو گئی۔ اور وہ ایک مرشد کامل کی طرح ان کے جھرمٹ میں چل کر بغداد آئے۔ یہاں آکر انہوں نے اپنے پیر حضرت جنیدؒ سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات میں حلاج نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا جس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور بعد میں دوسرے لوگوں سے یہ کہا کہ ”حلاج مجھ سے مسئلہ معلوم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ وہ صرف اپنی تعلیٰ ظاہر کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔“ غالباً حضرت جنیدؒ ان سے اس لئے ناراض ہو گئے ہوں گے کہ حلاج نے دستور مشائخ کے مطابق ابھی اجازت حاصل نہیں کی تھی۔ اس لئے ان کو حسب قاعدہ کسی کو مرید کر لینے کا حق حاصل نہیں تھا۔

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ حلاج نے بغداد آکر کسی مجلس میں بعض ایسی باتیں کہہ دیں جو شریعت کے خلاف تھیں۔ اس لئے حضرت جنیدؒ ان سے ناراض ہو گئے اور ملاقات کے دوران میں اس ناراضگی کو جتلا دیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

حلاج دوبارہ مکہ میں - پھر حلاج وہاں سے دوبارہ مکہ معظمہ گئے۔ اور ۲۸۴ھ (۸۹۷ء) تک مراقبہ، ذکر اور چلکشی کی سخت ریاضتیں کر کے سلوک کے منازل طے کرتے رہے لکھتے ہیں کہ اس دفعہ وہ مکہ معظمہ میں برابر صائم الدہر رہے۔ شام کے بعد خشک روٹی سے تین نوالے توڑ کر کھا لیتے۔ پھر ایک کٹورا پانی پی لیتے۔ اور اسی غذا پر دوسرے دن کی شام تک گذر بسر کرتے۔

حلاج کی ریاضت - مقام حجر میں پورے ایک سال کا چہ کھینچا اور اس اثناء میں دھوپ یا بارش سے بچنے کے لئے

اور دین اسلام کی دعوت دیتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے وہاں دو سال قیام کیا۔ پھر وہاں سے بغداد آکر مستقل سکونت اختیار کی۔

اس بڑی ریاضت اور طویل سیاحت کے بعد وہ کافی مشہور ہو گئے تھے۔ ہندوستان، خراسان، ماوراء النہر، خوزستان، اور عراق میں بہت سارے لوگ ان کے مرید ہو چکے تھے۔ اور روحانی فیوض حاصل کرنے کے لئے ان سے برابر خط و کتابت کرتے رہتے تھے۔

حلاج کے مختلف القاب۔ یہاں یہ بات سنی جائے گی کہ ان ممالک میں سے ہر ملک کے لوگ ان کو جداگانہ لقب سے خطاب کرتے تھے۔ اہل ہند ان کو منیث کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ترکستان میں منیث کہلاتے تھے۔ خراسان والے ان کو ابو عبد اللہ زاید کہتے تھے۔ خوزستان کے رہنے والے ان کو الشیخ حلاج الاسرار کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اسی طرح اہل بغداد ان کو مصطلم اور اہل بصرہ ان کو حمیر کہتے تھے۔

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حلاج قرامطہ کا ایک سیاسی لیڈر تھا جیسا کہ ان کے اکثر معاصرین کہتے ہیں تب تو ان مختلف ناموں سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس زمانہ کی ایک خطرناک سیاسی جماعت کے رہنما تھے اور اس لئے مختلف جگہوں میں ان کو حکومت کی نظروں سے بچنے کے لئے مختلف کنیتوں کی آڑ لینی پڑی۔ ورنہ کہنا پڑے گا کہ جس ملک میں جس جذبے کے ماتحت پہنچے۔ وہاں اسی مناسبت سے مشہور ہو گئے۔

حلاج کی خاتقاہ بغداد میں۔ اب کے انہوں ایک عالیشان محل، شاہانہ، حائدا دخریدی، اور دعوت

وارثا دیں مصروف ہو گئے۔ تھوڑے دنوں میں ان کی خاتقاہ بڑے بڑے صوفیوں، اور امیروں کا مرتع بن گئی۔ اور سارے شہر میں ان کی شطیبات اور کرامتوں کی دھوم مچ گئی۔ چند دنوں میں بغداد میں حلاج کے متعلق مختلف افواہیں پھیلنی شروع ہوئیں۔ خاص کر اس بات کا کافی چرچا ہوا کہ وہ اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ امام مہدی عنقریب دہلیم کے شہر طالقان سے ظاہر ہونے والے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں حکومت کمزور تھی۔ اور اس قسم کی افواہیں بغاوت برپا کرنے میں مؤثر ثابت ہوتی تھیں۔ اس لئے حکومت نے ان کی نگرانی شروع کی۔

حلاج جیلخانہ میں۔ مہدویت کا عقیدہ ان دنوں شیعوں اور قمریوں میں عام تھا۔ اور وہ لوگ امام مہدی کے نام پر آئے دن بغاوتیں کرتے رہتے تھے۔ اس لئے حکومت پر اس شخص کو سخت سے سخت سزائیں دیتی تھی۔ جس پر قمریوں نے کال الزام ہوتا۔ چنانچہ حلاج بھی اس الزام میں دھر لے گئے۔ اور جیلخانے میں ڈال دیئے گئے۔ اتفاق سے اس سال بغداد میں غلہ مہنگا ہو گیا۔ اور لوگوں نے بغاوت کر دی۔ جیل کے دروازے توڑ ڈالے۔ اور قیدیوں کو نکال کر آزاد کر دیا۔ اس طرح حلاج بھی پہلی دفعہ قید سے رہا ہو گئے۔ اور انہوں نے عراق میں دوبارہ اپنے خیالات کا پرچار کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ عراق کے سارے علماء اور مشائخ ان سے متنفر ہو گئے اور ان کو بری نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ کسی نے کہا کہ حلاج ایک بہت بڑا جادوگر ہے۔ دوسروں نے کہا اس کے دماغ میں خلل ہے۔ کوئی ان کو ملحد اور زندقہ بتاتا۔ اور کوئی ان کا رشتہ قرامطہ کے ساتھ باندھتا تھا۔ حلاج کے متعلق مختلف شہادتیں اور نام مہولی

لوگوں میں ان باتوں کا چرچا کرتے۔ اور مخالفین ان باتوں کو جادو اور ہاتھ کی صفائی پر محمول کر کے ان کی مخالفت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے۔

ان کے مرید یہ بھی کہتے تھے کہ وہ جنگل میں شیر پر سوار ہوتے ہیں اور سانپ سے کوڑے کا کام لیتے ہیں ہم کو سردیوں کے پھل موسم گرما میں اور گرمیوں کے پھل موسم سرما میں لاکر کھلاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کا بھید معلوم کر سکتے ہیں۔ اس طرح بعد ازیں ایک بڑی جماعت پیدا ہو گئی جس نے حلاج کو خدا، خدا کا بروز اور خدا کا جزو کہنا شروع کیا۔

حلاج کے بعض خطوط - گو خود حلاج اس بات

میں خدا یا خدا کا بروز ہوں۔ لیکن ان کی تحریروں میں ایسی عبارتیں ضرور ہوتی تھیں جن سے عوام کا گمراہ ہو جانا یقینی امر تھا۔ مثلاً بعد میں ان کے جو خطوط پکڑے گئے تھے ان میں سے ایک خط کا عنوان یہ تھا:-

من الھوھو۔ رب
الاسراب المقتصو
فی کل صورۃ الی العبد
فلان۔

یہ خط اسی کی طرف سے ہے جو سب پلنے والوں کا پلنے والا ہے۔ جو ہر ایک صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خط اس کے فلاں بندے کے نام ہے۔

اسی طرح ان کے ایک مرید نے ان کو خط لکھا تھا۔ جو حکومت کے کارندوں کے ہاتھ پڑ گیا اس کا سرنامہ یہ تھا:-

یا ذات اللذات و
منتھل غایۃ التھووات
نشہد انک المقتصو
فی کل زمان بصر مرک
وفی زماننا ہذا بصورۃ
اے لذتوں والے۔ اے
ہماری تمام خواہشات کے
مرکز! ہم گواہ ہیں کہ تو
ہر زمانے میں کسی نہ کسی
صورت میں جلوہ گر رہا،

لکھتے ہیں کہ میں نے حلاج سے مل کر اندازہ لگایا کہ وہ ایک جاہل آدمی ہے جو تغافل کے پردے میں اپنی جہت چھپاتا ہے۔ فاجر ہے۔ مگر زہد کا لباس پہن کر لوگوں کو پر جاتا ہے۔ عوام کے سامنے صوفی ہے۔ مگر معتزلیوں میں معتزلی اور شیعوں میں شیعہ ہے۔ ”اواگون“ کا قائل ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کو آدم، نوح، محمد کے نام سے موسوم کر کے کہتا ہے کہ ان انبیاء کی رو میں تم میں منتقل ہو کر آ گئی ہیں (شذرات الذہب)

خود ان کے سسر ابو یعقوب اقطع بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل اللہ سمجھ کر حلاج سے اپنی لڑکی بیاہی۔ مگر اب معلوم ہوا کہ وہ ایک چال باز جادوگر ہے۔

حلاج مختلف بھیسوں میں - ان باتوں کی ایک

تھی کہ حلاج لباس میں بڑے تنوع پسند واقع ہوئے ہتے کبھی تو صرف کملی اور ڈھ لیتے تھے۔ کبھی گیر و لباس پہن لیتے تھے۔ کبھی جبہ اور عمامہ سے سجتے تھے۔ اور کبھی

فوجی لباس پہن لیتے تھے۔ اس تنوع سے جہاں عوام ان کو ایک مافوق العادت آدمی سمجھنے لگے۔ وہاں حکومت اور مشائخ ان کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

حلاج کی کرامتیں - لکھتے ہیں کہ عوام کے سامنے

ظاہر کرتے تھے۔ ہوا میں ہاتھ اٹھا دیتے اور وہ روپوں سے بھر جاتا۔ ان پر ”قل ھو اللہ احد“ لکھا ہوتا تھا اور حلاج انہیں در اہم القدسۃ کہا کرتے تھے

دوسری کرامت - مریدوں کے ساتھ صحرا کی طرف نکل جاتے۔ اور وہاں زمین سے کھانے پینے کی چیزیں نکال کر ان کو کھلاتے۔ پھر مرید ”می پرانند“ کے اصول کے مطابق رائی کا پیار بن کر

الحسین بن منصور و
نحوں نستجیرہ بک و
نرجو حمتک یا علام
الغیوب -

ہیں۔ اور اے غیب کے جاننے والے۔ آپ رحمت
کی امید رکھتے ہیں۔“

ابوبکر حبشہ کا بیان ہے۔ کہ دینور میں ان کے
ایک مرید کے پاس ایک قھیلہ تھا۔ جسے وہ اپنے پاس
الگ نہیں کرتا تھا۔ ایک دفعہ کسی نے موقعہ پا کر اسے
ٹھولا۔ تو اس میں سے علاج کا ایک خط نکلا۔ جس کا
عنوان یہ تھا:-

مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَافِلَانِ بْنِ فُلَانٍ
سے فلاں کے بیٹے فلاں
کے نام ہے۔

لوگ اس خط کو لے کر بغداد آئے اور حسین علاج سے
پوچھا کہ کیا یہ تمہاری اپنی تحریر ہے؟

حسین۔ ہاں یہ میری ہی تحریر ہے
لوگ۔ کیا تم خدائی کا بھی دعویٰ کرتے ہو؟
حسین۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔

لوگ۔ پھر یہاں رحمن و رحیم کس واسطے لکھا ہے؟
حسین۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ میں خدا
سے الگ نہیں ہوں۔ اس کا لکھنے والا دراصل
خدا ہے۔ اور میرا ہاتھ صرف اس کا آلہ کار
ہے!

انا الحق وغیرہ۔ نیز مؤرخین لکھتے ہیں۔ کہ علاج اپنے
کرتے تھے:-

ما تحت هذا الحبّة | اس جُبّہ کے اندر خدا
الا للہ | ہی ہے۔

نیز انا الحق، کے نعرے لگایا کرتے تھے اور مریدوں
کو اس کی باقاعدہ تلقین کیا کرتے تھے

نیز اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جس نے احاطہ
کی تکلیف گوارا کی۔ لذتوں اور شہوؤں کو خیر باد کہا
اور اپنے آپ کو بشریت کی آلائشوں سے پاک و صاف
کیا اس میں خدا کی رُوح اس طرح آجائے گی جیسے
حضرت عیسیٰ (؟) میں آئی تھی اور اس کا ہر کام خدا
کا کام بن جائے گا۔ (غور الخصال)

حلاج کی گرفتاری۔ جب اس قسم کی باتیں
بہت زیادہ مشہور ہوئیں

تو مقتدر باللہ کے وزیر علی بن عیسیٰ نے ربیع الاول
۳۵۱ھ میں (۹۶۳ء) ان کو قمر مطی ہونے کے
الزام میں گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا جہاں
وہ کافی عرصے تک مقید و محبوس پڑے رہے۔

اس زمانے کے حالات۔ حلاج کی گرفتاری مقتدر
اور قتل کی حقیقت کو

سمجھنے کے لئے اس زمانے کے حالات مختصر طور پر معلوم
کرنے ضروری ہیں۔ کیونکہ اس مقدمہ میں حلاج کی
ذات اور اعتقادات کو اسناد دخل نہیں تھا جتنا گرد
و پیش کے حالات کو تھا۔

اس زمانہ میں مقتدر باللہ خلیفہ تھا جو ۲۹۵ھ
میں ۱۳ برس کی عمر میں خلیفہ بنا تھا۔ اس کی مثال
ایک کٹھ پتلی کی تھی۔ جسے اس کی ماں اور گھر کی ایک
منتظمہ (قہرمانہ) سچاتی تھیں۔ حکومت کی باگ ڈور

ان دونوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ جس کو چاہتیں، وزیر
بنالیتیں، اور جس کو نہ چاہتیں اسے جیلخانہ میں
ٹھونس دیتیں۔ ان کے نزدیک وزارت کے
لئے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ جو شخص
وزارت کا خواہشمند ہوتا۔ وہ ایک بڑی رقم خلیفہ

ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم نے امام منتظر کو دیکھا۔
یا قرآن شریف پڑھتے سنا ہے۔

وزیر نے کہا۔ اچھا یہ بتاؤ۔ کہ یہاں اور کون کون سے
لوگ تمہاری جماعت کے ہیں؟ اس نے کہا سبحان اللہ
اسی عقل پر تم وزارت کرتے ہو۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے
کہ میں ان مسلمانوں کو تم جیسے کافروں کے حوالہ کر دوں گا
ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

وزیر نے اس کو خوب پٹوایا۔ پھر اس کا دانہ پانی
بند کر دیا۔ اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر تیسرے دن
مر گیا۔ (تاریخ الامم الاسلامیہ)

اس واقعہ نے بیدار مغز وزیر کو چکنا کر دیا اور
اس نے اس شیرازی کے رفقاء کے متعلق قیاس
آور اُلی شروع کی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اسکی نظر
حلاج پر بھی پڑ گئی۔ کیونکہ وہ بھی شیرازی تھے۔
بے طرح باتیں کہا کرتے تھے مختلف جھیس بدلا کرتے تھے
اور مشہور تھا کہ انہوں نے اپنے مرید دل سے کہہ رکھا
ہے کہ امام مہدی دیم کے پہاڑوں سے عنقریب ظاہر
ہوں گے۔ وزیر کو یقین ہو گیا۔ کہ حلاج قرمطیوں کا
سر دار ہے۔ اور اس کا گھرانہ لوگوں کا ملجا اور مامور
ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے وزارت کا عہدہ سنبھالنے
کے دو مہینے بعد ہی حلاج کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہی
محل کے جیل خانے میں ڈال دیا۔ اور حکم دیدیا۔ کہ
اسے شکنجہ میں کس دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ
کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔

اس طرح تقریباً سات سال تک حلاج جیلانیہ
میں مصائب و آلام کا تختہ مشق بنے رہے۔ جہاں
کئی دفعہ اس بات کی کوشش کی گئی۔ کہ انکے خلاف
جو الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ وہ ان سے براءت
ظاہر کر دیں۔ اور انا الحق وغیرہ کہنا چھوڑ دیں۔ مگر

کی ماں کو نذر کر دینا اور سیدھا دارالوزارت
پہنچ جاتا۔ آگے قسمت اس کی اپنی تھی۔ کیونکہ اسکے
معزول ہونے کے لئے بھی کسی جرم کا ارتکاب ضروری
نہیں تھا۔ صرف گانٹھ کا پورا آدمی ملنے کی دیر ہوتی اور
بغداد میں سرمایہ داروں کی کمی نہیں تھی۔

قرمطہ کی جماعت۔ اس کے زمانہ میں قرمطیوں
نے بحرین میں اپنی الگ
حکومت قائم کر لی تھی۔ اور آئے دن عراق کے آباد
شہروں پر ڈاکے ڈال کر لوگوں کے مال لوٹتے اور
مسلمانوں کو قتل کیا کرتے تھے۔ عراق میں ہر جگہ ان کے
خبر پھیلے ہوئے تھے۔ جوان کو ایک ایک بات کی خبر
پہنچاتے رہتے تھے۔

علی بن عیسیٰ۔ مقتدر کا وزیر علی بن عیسیٰ نہایت نیک
با اخلاق، بیدار مغز، دیانتدار،
بارعب، اور متدین انسان تھا۔ وہ خلافت کے مخالفین
اور خاص کر قرمطہ کو ختم کرنے کے لئے مشتبہ لوگوں کو سخت
سے سخت سزائیں دینا ناگزیر سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ
اس کو خبر ملی۔ کہ بغداد میں ایک شیرازی رہتا ہے
جو قرمطی ہے اور یہاں کی خبریں ابوطاہر راہیس
قرمطہ کو لکھا کرتا ہے۔ اس کو گرفتار کر کے پوچھا
کہ کیا تم قرمطی ہو؟ اس نے اقرار کیا۔ اور کہا کہ میں
ابوطاہر کی پیروی اس وقت اختیار کی۔ جب مجھے
معلوم ہو گیا۔ کہ وہ حق پر ہے اور تم لوگ کافر ہو اور
ناحق لوگوں پر ظلم کرتے ہو۔ ہمارا امام فلاں بن فلاں
بن محمد اسماعیل دیار مغرب میں ہے۔ ہم شیعوں کی
طرح نہیں ہیں۔ جو ایک ایسے امام کے منتظر ہیں
جو مدت ہوئی غائب ہو چکا ہے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے
کہ اتنی مدت تک کسی شخص کا زندہ رہنا معمولاً
محال ہے۔ اسپر جھوٹ اتنا بولتے ہیں کہ جب آپس میں

جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور وزارت کا قلمدان واسطہ کے ایک ٹھیکہ دار حامد بن عباس کو سونپ دیا گیا۔ جو قطعاً نااہل اور پورا لالہ عقل انسان تھا۔ چنانچہ اس کی مدد کے لئے علی بن عیسیٰ کو جیل سے نکال کر اس کا نائب مقرر کر دیا گیا۔
(باقی آئندہ)

وہ سقراط کی طرح اپنے خیالات پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔ اور جیل، شکنجہ، نصیحت، فتویٰ اور طعنے ان کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کر سکے۔ اس اثنا میں حکومت کے ارکان میں کئی ایک تبدیلیاں ہوئیں۔ علی بن عیسیٰ جیل بھیج دیئے گئے۔ پھر ان کے جانشین ابن فرات کو بھی

مردِ فیض

مسئلہ خلافت و امامت

(از مولانا حکیم پیر عبدالحق صاحب ٹانڈوی نزیل امرتسر)

یہ مسئلہ قدیم الایام سے مختلف فیہ چلا آیا ہے اہل اسلام کے اندر بہت سی فرقہ بندیاں اسی کے طفیل سے چلی آ رہی ہیں وہ لوگ جو انصاف کی نظر رکھتے ہیں اور اسوہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہوں نے معیار بنایا ان کا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ جو کچھ عہد رسالت میں ہوا وہ سب ٹھیک ہوا اور صحابہؓ کے عہد میں جس کو خلافت راشدہ کہتے ہیں جو کچھ ہوا سب ٹھیک ہوا۔ مگر دوسرا فرقہ یا تو جہالت کہتے گمراہی کہتے یا عمد اشارت سے کہتے ٹھیک اسی عمل کو جو استخلاف کے بارے میں ہوا بالکل بُرا اور نافرمانی اور خیانت اور جرم اور غضب اور غدر قرار دیتا ہے۔ اور وہ ایک طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو قاطبہ بے ایمان خائن غادر ظالم فاسق کے خطابات سے موسوم کرتا ہے اور دوسری طرف اپنے عقیدہ کی حفاظت نہ کرتے ہوئے حیات القلوب جلد ۲ ص ۳۳ پر لکھتا ہے :-

”سید ہم آنت کہ خدا ایشاں را از گرسنگی نے کشد و ایشاں را بر گمراہی جمع نئے کند“

یعنی نبی آخر الزمان کی امت کی تیرہویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ امت بھوک کے عذاب سے ہلاک نہ کی جاوے گی۔ اور گمراہی پر ان کا اجماع نہ ہوگا۔ یہ وہی اجماع ہے جسکو ہمارے دوست ”بھیر چال“ کہا کرتے ہیں۔ اور یہی وہ اجماع ہے جس کی وجہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل کہا جاتا ہے۔ مگر مدعیان ایمان لکھنے کو تو لکھ گئے کہ یہ امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی۔ جب خلافت ابوبکرؓ کا اجماع پیش کیا گیا تو فوراً پینترہ بدل گئے کہ امت خاتم الانبیاء صرف چار شخص ہیں۔ ابوذرؓ، مقدادؓ، سلمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ یہ چاروں صاحبِ دل سے خلافت ابوبکرؓ پر جمع نہ ہوئے تھے۔ اس لئے وہ خلافت صحیح نہیں۔ اہل اسلام اس قسم کی متضاد گفتگو کو ایمان کے منافی خیال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں خلافت کے بارے میں جو کچھ ہوا وہ بالکل صحیح ہوا۔ امت کے افراد تمام وہ لوگ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں مومن تھے ان کے مدارج ان کے قرب رسالت کی وجہ سے مختلف تھے انکے اجماع

کتاب نازل ہوتا ہے۔ جن کا منکر کافر ہے وغیرہ ذالک من البہوات۔ جب اس ظالم فرقہ سے پوچھا جاتا ہے کہ بھرنی اور امام میں کیا فرق ہے تو اسباب نبوت شہا کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن عصمت کو امام اور نبی میں مشترک تسلیم کرتے ہیں۔

خود حضرت علی کا ناطق فیصلہ ان کے برخلاف ہے وہ نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ شوریٰ مہاجرین والصار کا حق ہے پس جس شخص پر وہ اتفاق کر لیں اور اس کو امام نامزد کریں اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔

دوسری جگہ امام کے معصوم ہونے کی تردید فرماتے ہیں ایسے الفاظ سے سب تار و پود ہباء منشور ہو جاتا ہے۔ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں لا بد للناس من امام برا و فاجر یعمل فی امور المؤمنین لیسقیم فیہا الکافر ویبلغ فیہا الرجل ویا من فیہا السبل ویؤخذ بہ للضعیف من القوی حتی لیس تخرج برویستراح من فاجر۔ فرمایا۔ آدمیوں کے چہرہ نہیں ہے امام سے نیک ہو یا بد کہ اس کی حکومت میں مومن عمل کرتے آخرت کے لئے اور کافر (مال دنیا سے) متمتع ہو اور اس کی حکومت میں پیادہ منزل مقصود کو پہنچ سکے۔ راستے محفوظ ہوں اور کمزور زبردست سے اپنا حق لے سکے تاکہ بھلا مانس امن و آسائش میں ہے اور بد معاشرے سے کھٹکانہ رہے۔ یہ خطبہ خارجیوں کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا۔ جو کہ آپ کو اپنے زعم باطل میں نیک نہ سمجھنے کی بناء پر خلافت کا اہل نہ سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ میں نیک ہوں خواہ بد ہوں درجہ خلافت و امامت لئے کسی وجہ سے بھی گرتے نہیں سکتا کیونکہ اس میں معصومیت شرط نہیں ہے۔

تقریباً اس فرقہ و منالہ کے اپنے خود ساختہ

سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلافت بلا فصل ہوئے اور یہ وہ خود مانتے ہیں کہ یہ امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ جب اس طرح وال نہ گئی تو اور چال چلے

دوسری چال یہ چلے کہ خلافت کو صرف اجماعی مسئلہ نہ رہنے دیا جاوے

بلکہ اصول دین میں داخل کیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنہوں نے سچی احادیث روایت کی ہیں انہوں نے کہا نبی الاسلام علی خمس یعنی پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ لا الہ الا اللہ۔ اسی حدیث کو فرقہ ضالہ نے مسخ کیا اور اصول کافی ص ۳۶ میں لکھ دیا عن ابی جعفر علیہ السلام قال نبی الاسلام علی خمسة اشیاء علی الصلوٰۃ والزکوٰۃ والحج والصوم والولایۃ قال خلافة وای شئی من ذلک افضل فقال الولایۃ افضل۔ (ترجمہ) امام باقرؑ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ولایت ہے۔ اور ان سب سے افضل ولایت ہے۔

یہ ہے حدیث صادق مصدق کو مسخ کرنے کی نظیر۔ قرآن مجید (موجودہ) میں تو ولایت کا نام و نشان نہیں۔ ممکن ہے امام غائب والے قرآن میں ہوتا ہی چار امور کا ذکر جا بجا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا عام طور پر مذکور ہوتا ہے۔

ناظرین کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے مہربان یہ چال اس واسطے چلنے لگے ہیں کہ امامت ولایت اصول اسلام میں شمار ہونے لگے۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ امامت ولایت میں عصمت کو بھی شرط قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں امام معصوم ہیں جس طرح نبی اسی طرح مختص الطاعة ہیں جس طرح کہ نبی بلکہ کہتے ہیں کہ ہمارے ائمہ گذشتہ انبیاء سے بھی افضل ہیں جتنے کہ خاتم الانبیاء سے بھی افضل ہیں جن پر فرشتہ مع

دیا گیا۔

ہائے عقل کے دشمنوں کوئی اپنی اولاد کے حق و حال کو بھی حسد کی نظر سے دیکھا کرتا ہے؟ حامل اس کا یہ ہوا کہ آدم علیہ السلام معصوم نہ رہے۔ اصول کفر میں سے دو شعبے ایک حرص دوسرا حسدان میں پایا گیا۔ بلکہ بنی نوع آدم کے جملہ گناہوں کا ذمہ دار حضرت آدمؑ کو ہی بنا دیا۔ حیات القلوب کے صاف پر فرماتے

ہیں ”معتبر سند سے امام محمد باقر سے مروی ہے۔ کہ اگر آدمؑ گناہ نہ کرتے ہرگز کوئی مومن گناہ نہ کرتا“ ناظرین! افسوس! نہ سمجھئے کہ آدم علیہ السلام کو غیر معصوم بنا دیا گیا اور اوصاف آگے وہی حیات القلوب (جو دراصل موت القلوب ہے) دیکھئے صاف پر فرماتے ہیں کوئی بنی معصوم نہیں آدمؑ را چہ رسد۔ ترجمہ الفا یہ ہے: ”یہ گناہ آدمؑ کا پیغمبری سے پہلے کا ہے اور یہ گناہ کبیرہ نہ تھا (اگرچہ اسکو کفر کی جڑ کہہ دیا ہے مولف) جو کہ باعث دخول بہنم ہو بلکہ صغیرہ گناہوں سے تھا۔ جو بخشے جاتے ہیں اور پیغمبروں کو صغیرہ گناہ کر لینا نزول وحی سے پہلے جائز ہے۔“

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ امامؑ کو پیدا ہونے ہی معصوم بلکہ انکی پیدائش ہی سجدے رحم مادر کے ران سے ہوتا ہے۔ کہ آلائش نجاست سے محفوظ ہوں لیکن پیغمبر زول وحی سے پہلے بھی زلیا کرتے ہیں بریں عقل و دانش بایک کریت (باقی آئندہ)

ماہِ رجب میں

زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے وقت دارالعلوم غریبیہ پور اور حیدرآباد کے دیگر دینی اداروں کو فرمائش نہ فرمائیں دارالعلوم میں مفلس اور یتیم بچوں کی مکمل تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے زکوٰۃ کا بہترین مصرف موجودہ دور میں طالبان علوم دینیہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ناظم حزب الانصار و مہتمم دارالعلوم غریبیہ پور۔ پنجاب

اصولوں سے ان کی تردید ہو گئی را! اجماع حجت ہے۔ کیونکہ یہ امت کبھی ان کی روایت کے بموجب گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ را! امام کے لئے عصمت شرط نہیں بلکہ سچے لوگوں کے ہاں تو نبی ہی معصوم ہوا کرتے ہیں۔ گویا عصمت خاصہ نبوت ہے خالوں نے عصمت امام کے لئے شرط قرار دی تھی اس کی تردید خود ہیج البلاغہ کے حوالہ سے ہو گئی۔

ایک تعجب خیز بات یہ ہے کہ عصمت کو اماموں کے لئے ثابت کرتے کرتے نبیوں کو غیر معصوم فرمایا کرتے ہیں چنانچہ اصول کافی ص ۱۵ میں ہے ”امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اصول کفر تین ہیں۔ حرص۔ تکبر۔ حسد۔ حرص تو آدمؑ نے کی جب درخت سے منع کیا گیا تو حرص نے اس کے کھانے پر اس کو ابلیس کیا۔ تکبر شیطان نے کیا جب آدمؑ کے لئے سجدہ کا حکم ہوا وہ انکار ہی ہوا۔ حسد آدمؑ کے دو بیٹوں نے کیا۔ جبکہ ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا“ عصمت تو کجارس ہی آدمؑ علیہ السلام ابو البشر کو ابلیس کا ہم پلہ بنا کر کفر کی ایک جڑ آدمؑ علیہ السلام میں اور ایک جڑ ان کے دو بیٹوں میں قائم کر دی۔ اور یہ وہی آدمؑ ہیں جو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ اور حمزہ امّہ کے باپ ہونے کا بھی شرف رکھتے ہیں۔ شاباش خلف الرشید ہوں تو ایسے جو جد امجد پر اتھ صاف کرنے سے بھی نہ ٹھیں۔

لیجئے حیات القلوب جلد اول صفحہ ۱۱ میں آدمؑ اور لیجئے۔ علیہ السلام کو حرص کے علاوہ حسد سے

بھی موصوف قرار دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں ”خدا نے آدمؑ کو امّہ اہل بیت پر حسد کرنے سے منع کیا۔ اور کہا کہ میرے نوروں کی طرف حسد کی نگاہ سے مت دیکھا ورنہ تمہیں قرب رحمت سے جدا کر دیا جائے گا اور بہت ذلیل ہو گئے مگر آدمؑ ان پر حسد کرنے سے باز نہ آیا اور اسی کی سزائیں جنت سے آدمؑ و حوا ہر دو کو باہر نکال کر پھینک

قصیدہ عالیہ پختن پاک

عذوان بالا کے ماتحت نگارش صاحب کا ایک قصیدہ "شمس الاسلام" کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے لیکن کاتب کی غلطی سے اشعار کی ترتیب بدل گئی اور یوں وہ قصیدہ بے جوڑ سا ہو گیا۔ نگارش صاحب کے توجہ دلانے پر قصیدہ مذکور ذیل میں دوبارہ درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

قولش بسا موافق قول خداش بود
آں حضرت عمرؓ کہ جہاں زیر بار اوست
چارم و پچہمین او عثمانؓ و حیدرؓ
داماد مخلصین رسولؐ مٹھسند
ذی حرمت و شرف بختور پیمبرؐ
یک صاحب دو نور و یک شہسوار اوست
شہرت گرفتہ آنچہ در عوام پختن
بودند جملہ بس ہمیں انوار مبین
تامن کران نرند زعم زندہ در کفن
از تیغ بنگشتی کہ زباں ذوالفقار اوست
تا بہین تیج فدا از سر ایقان شوی
بخدا تا بہ ابد کامل الایمان شوی
عمر باد حیرم و عصیان و خطا و کشتی
رفقہ بر تلبدیں ایسی آتشی
یا الہ العالمین ایں پختن قدویاں
پیشکش آورده از بہر شفاعت بنگشتی

آں پختن کہ نصرت حق ہمکنار اوست
احملؓ نبی و ہر یکے از چار یار اوست
آں پختن کہ قاطع راہ ضلالہند
آں پختن کہ قانع شرک و شاعتند
آں پختن کہ شافع روز قیامتند
از جملہ روزگار مہین روزگار اوست
آں پختن کہ سید و سالار و سرورند
خاصان بارگاہ خداوند اکبرند
طاقت کر کہ نام فتوحات آں برند
ایران و شام و مصر و عرب یادگار اوست
آں پختن کہ اول آں نور کبریاست
سردار انبیاء و مقدم ماسواست
شان جلالش کہ ہوید از واضعی است
عرش عظیم سر بہ زین از وقار اوست
بہر الدجی حبیب خدا ذات احمدیست
افضل ز کائنات بدرگاہ ایزدیست
دوم کہ آں سلالہ آل محمدیست
برگشتہ خدا بہمان یار غار اوست
سوم ازاں کہ فتح و ظفر زیر پاش بود
کسری و قیصرش یکے از خیمت آش بود

موت العالم موت العالم

منلی شاہ پور میں مولہ شریف کی مشہور گدی کے مسند نشین
حضرت مولانا حافظ صاحبزادہ محمد حسین صاحب کی وفات
حسرت آیات ملت کو ایک گرانمایہ وجود سے محروم کر دیا، مولانا

مرحوم علم و عمل کے پیکر متقی اور صفات حسنہ کے حامل تھے آج ہم سے وہ ماورائے خوبی چھین گیا ۲۷ جمادی الاول کو بعارضہ فالج
اپنے داعی اجل کو لبیک کہا اس حادثہ عظیم میں آپ کے پیماندگان و صاحبزادگان دلی مہر دی ہو اللہ تعالیٰ مرحوم کو رحمت الفردوس میں جگہ دے
(ادامہ)

تحقیق المسائل

استفتاء

ما قولکم رحمکم اللہ اس بارہ میں کہ میت کیلئے ایصال
ثواب کی غرض سے تیسرے روز مجلس قلی خوانی منعقد کرنا
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بنوا توجروا۔

الجواب۔ ایسی مجلس کا انعقاد شرعاً جائز ہی نہیں
بلکہ مستحسن ہے۔ اس مجلس کے انعقاد کی اصلی غرض تعزیت
اور ایصال ثواب ہے۔ ہر دو امور مذکورہ چونکہ شرعاً مستحب
ہیں۔ لہذا ان اغراض کے لئے مجلس کا انعقاد بھی ممنوع
نہیں ہو سکتا۔

تعزیت تین یوم تک جائز ہے اور تعزیت کیلئے
مجلس قائم کرنا بھی جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول
باب الجنائز میں ہے۔ التعزیت لصاحب المصیبة
حسن کذا فی الظہیر یہ وقتہا من حین یموت
الی ثلثة ایام ویکثر بعدھا..... ولا یأثم
لاهل المصیبة ان یجلسوا فی البیت او فی مسجد
ثلثة ایام والناس یا تو نہم و یعزو نہم۔

اسی طرح زبلی اور درختار و کبیری وغیرہ میں مذکور ہے
چونکہ تعزیت کی مجلس تین دن کے بعد مکروہ ہے
لہذا اس مجلس کا اختتام اگر قرآن خوانی یا ایصال ثواب
اور میت کے لئے دعا کے ساتھ ہو تو اس سے احسن اور
کون سا طریقہ ہو سکتا ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
عند ختم القرآن دعوات مستحجاة یعنی
قرآن مجید ختم کرنے کے بعد دعائیں قبول ہوتی ہیں لہذا
قرآن خوانی سے علاوہ ایصال ثواب کے دعا کی قبولیت
کا موقع بھی حاصل ہوتا ہے۔

تذکرۃ الموتی میں قاضی ثناء اللہ صاحب یانی بی

رحمۃ اللہ علیہ اور شرح الصدور میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ
علیہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار کی عادت تھی کہ میت کی
قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن مجید پڑھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی
میں سورہ اذ الساء انشقت کی تفسیر میں تحریر فرماتے

ہیں کہ موت کے بعد مرد کی حالت مانند عزیز کے

ہوتی ہے اور وہ امداد کا منتظر اور فریاد نکال رہتا ہے

اس لئے صدقات و دعائیں اور فاتحہ ان ایام میں اسکو

بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی لئے لوگ ایک سال

تک علی الخصوص چالیس روز تک مردہ کے لئے ایصال

ثواب وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں۔

ایصال ثواب کے لئے مجلس کے انعقاد سے ایک

فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ میت کے لئے جو دعائیں چلے وہ

قبول ہو۔ حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے حاکم نے روایت

کی ہے کہ لا یجتمع ملاء فیہ دعوا بعضہم ویومن

بعضہم الا اجابہم اللہ تعالیٰ۔ یعنی لوگ اکٹھے

ہو کر جو دعائیں وہ اللہ کریم قبول فرماتے ہیں۔

مردہ کو اعمال و صدقات کا ثواب پہنچ جاتا ہے

اس مسئلہ پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ و اجمعوا علی

ان الاستغفار والدعاء والصدقة والمحو

العتق تنفع المیت ویصل الیہ ثوابہ (رحمۃ

الامۃ جلد اول ص ۱۷) لہذا اس نیک مقصد کے

لئے اگر مجلس منعقد ہو تو اسے ناجائز کہنا کسی طرح

درست نہیں۔

بعض لوگ مجلس سوم پر اعتراض کرتے ہیں کہ

یہ مجلس دو وجہ سے جائز نہیں۔ اول تعیین یوم شرعاً

جائز نہیں۔ اور دوم اس میں جو ائمہ مساجد شامل ہوتے ہیں وہ قرآن بغرض حصول اجرت پڑھتے ہیں۔ لہذا ان کے قرآن پڑھنے کا ثواب نہیں ہوتا۔

یہ دونوں اعتراضات حسب ذیل وجوہات کی بنا پر صحیح نہیں۔

۱۔ جبکہ ایصالِ ثواب و تعزیت ہر دو امور شرعاً جائز ہیں تو جائز مقصد کے لئے تعینِ یوم منع نہیں۔ جیسے کہ بخاری شریف کتاب الاعتصام میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک دن وعظ کا مقرر فرمادیا۔ اور بخاری شریف کتاب العلم میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے خمیس کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۱۵۸ پر تحریر فرماتے ہیں کہ زیارت قبور یا عرس کے لئے کوئی دن مقرر کر لینا ایسی بدعت ہے جو جائز ہے۔ یعنی بدعت حسنہ ہے۔

۲۔ شرعاً جبکہ تین دن تعزیت کی مجلس قائم رکھنا جائز ہے اور قل خوانی کی مجلس تعزیت کے خاتمہ کے اعلان کے مترادف ہے تو اس کی تعین شرعاً ثابت ہے۔ اس تعین کو ناجائز کیسے کہا جاسکتا ہے۔

۳۔ مجلس قل خوانی میں عام طور پر اقارب و محزون قریہ کے علاوہ فقراء و ائمہ مساجد بھی شامل ہوا کرتے ہیں۔ لہذا سب کا مقصد حصول مال نہیں ہوتا۔ فقراء صدقہ کے لئے آتے ہیں اور چونکہ ایسے موقع پر مساجد کے ائمہ کو بھی بطور رسم نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ لہذا جو کچھ امانوں کو ملتا ہے۔ اسے اجرت کہنا صحیح نہیں کیونکہ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں ان میں سے سب کو رقم نہیں ملتی اس کی اصلاح کا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے مثلاً جو لوگ اجرت کی غرض سے پڑھیں ان کو مجلس میں شامل نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تحقیق المبین“ میں روزِ سوم قل خوانی کا جو ثابت فرمایا ہے اور سلف صالحین سے اسکا جواز عمل و منقول سے ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیہ ظہر احمد بگوی

کائن اللہ

موافقت خدمت اسلام کا تعلق ہے آج سے فوج محمدی کے رضا کار جو انصار کہلاتے ہیں ان کا الحاق جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے نظام رضا کاران کیا جاتا ہو گیا ہے اور آج سے ہمارا جماعتی نظام باقاعدہ طور سے ان کے ساتھ اشتراک عمل و اتحاد پر کاربند ہوگا۔

مولانا بگوی نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے نہایت صبر و سکون اور شوق و ذوق سے اجلاس میں شرکت فرمائی اور قرآن و حدیث کو گوش ہوش سے سنا اور آخر میں دعائے خیر کے جلسہ کے ختم ہونے کا اعلان کیا اور کانفرنس ۲ بجے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی واللہ اعلم علی ذلک۔ (نامہ نگار)

(بقیہ صفحہ ۳۲)
اسی موضوع اور اسی آیت کی تفسیر میں مولانا نے نہایت عمدہ عالمانہ اور مفید تقریر فرمائی ان کے بعد مولانا محمد بشیر صاحب سیالکوٹی نے تقریر فرمائی موصوف ایک مشہور واعظ ہیں انہوں نے مدح صحابہ، ضرورت علم و علماء اور دوسرا اہم موضوعات پر جادو توجہ اور مفصل ارشادات فرمائے جس سے حاضرین خوب لطف اندوز ہوئے۔

جمعیۃ علماء ہند کیساتھ فوج محمدی کا الحاق ان کی تقریر کے بعد اجلاس کے ختم ہونے کا اعلان ہوا اور مولانا ظہور احمد صاحب بگوی نے اس فیصلہ کا اعلان کیا جو اس روز مجلس شوریٰ حزب الانصار میں ہو چکا تھا مولانا بگوی زید مجتہد نے فرمایا کہ جہاں تک اعلا کلمۃ الحق اور شریعت کے احکام

واقعا واطلاعات

کالاباغ ضلع میانوالی میں انصار تبلیغ کانفرنس

۱۱/۱۲/۱۳ جون کو کالاباغ ضلع میانوالی میں حزب الانصار تبلیغی کانفرنس بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوئی ہزاروں فرزندانِ توحید نے شرکت کی سعادت حاصل کی اور مواعظِ حسنہ مستفید ہوئے۔ بڑے بڑے علماء کرام نے کانفرنس کو رونق بخشی مندرجہ ذیل علماء کرام اور مقتدا یانِ دین نے شرکت فرمائی حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گوی امیر حزب الانصار بھیرہ حضرت مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی اترسری۔ مولانا عبدالعزیز صاحب لاہوری۔ مولانا نورا احمد صاحب دتہ خیل مدرس۔ مولانا سید سیاح الدین صاحب کا کاخیل خلیف جامع مسجد شکرورہ۔ مولانا صاحبزادہ احمد الدین صاحب حجادہ نشین مکہ قائد اعظم فوج محمدی۔ صاحبزادہ زین الدین صاحب سجادہ نشین نرگ۔ مولانا محمد عالم صاحب مبلغ۔ مولوی محمد داؤد صاحب ٹیکسلا۔ صوفی عبدالحمید صاحب امر وہہ (یوپی) مولوی محمد شہزادہ صاحب مردانی ممبر مجلس شوریٰ۔ مولوی عبدالرشید صاحب بنیری۔ مولوی محمد خان صاحب موچہ۔ میاں محمد شاہ صاحب امیر العساکر ٹھٹھی۔ مولوی عبدالرحمن صاحب روپڑی میاں محمد امیر شاہ صاحب کوٹ چمن۔ حکیم غلام حسین صاحب قائد العساکر۔ میاں محمد شاہ صاحب موچہ۔ حاجی محمد عبداللہ صاحب مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب سیالکوٹی۔ صاحبزادہ مولانا فخر الزمان صاحب کوٹ چمن۔ پروفیسر حکیم تاج الدین صاحب تاج لاہوری تاج الشعرا۔

تین دن تک مختلف اجلاس ہوتے رہے۔ اور لوگ بڑے ذوق و شوق سے سنتے رہے کارروائی کی تفصیل یہ ہے

ارحوالائی روز پنجشنبہ

صبح کی گاڑی سے مولانا ظہور احمد صاحب امیر حزب الانصار بھیرہ

مولوی محمد عالم صاحب۔ مولوی سید سیاح الدین صاحب کا کاخیل تشریف لے آئے رضا کاران فوج محمدی نے ماڑی انڈس اسٹیشن پر ان کا شاندار استقبال کیا۔ اور جلسہ گاہ میں داخل ہوئے وقتِ مدرسہ اسلامیہ عید گاہ کالاباغ کے بچوں نے ایک نظم پڑھ کر ان علماء کرام کی ترغیب کی۔ ساڑھے گیارہ بجے کی گاڑی سے مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی بھی تشریف لے آئے۔ ان کا بھی نہایت شاندار استقبال کیا گیا نمازِ ظہر کے بعد سواتین بجے پہلا اجلاس شروع ہوا قرآن مجید کی تلاوت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مولانا فخر الزمان صاحب نے مختصر تقریر سے افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد مولوی محمد عالم صاحب نے تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں مبلغین کی ایک جماعت ضرور ہے جو صحیح دین پھیلانے کی خدمت کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے ان کے بعد مولوی سید سیاح الدین صاحب کا کاخیل نے اٹھ کر خطبہ مسنونہ کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کو اپنا دین عزیز ہے اگر وہ اپنے مدنی آقا کے راستے پر چلنا چاہتے ہوں۔ تو پھر علماء کرام سے یہ کبھی بھی متغنی نہیں ہوتے اگر علماء کرام پر آپ کا اعتماد نہ رہا آپ ان سے بدظن ہو گئے تو پھر سچے دین کی حفاظت بھی مشکل ہے۔ اس لئے ہمیشہ سے دشمنانِ دین نے کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور صراطِ مستقیم سے ہٹانے کے لئے دین کے جاننے والوں اور مبلغین سے ان کو بدظن کیا جائے جتنے باطل فرقتے ہوئے یاہوں گے ان کا اول ہی حکم علماء کرام کی جماعت پر ہوتا ہے اس لئے اگر دین مطلوب ہے تو علماء کرام کو این

صحابہ کی طرح آقاؐ نے مدینہ کی ہر سنت کی پیروی دل و جان سے کرنی کے اور بدعات و محدثات سے تنفر ہو گا اور یہی چیز دارین میں کامیابی کا باعث ہو گا۔ اُنکی تقریر کے بعد بھی نعت خوانی ہوئی اور مولانا فخر الزمان صاحب نے دعاء خیر اور تیسرے اجلاس کا اعلان کر کے سوا بارہ بجے جلسہ ختم کیا۔

۱۲ جون روز جمعہ المبارک - تیسرا اجلاس

مسجد عید گاہ میں تیسرا اجلاس ساڑھے نو بجے جمعہ کے روز شروع ہوا۔ اس روز حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی تلاوت قرآن مجید اور نعت خوانی کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے مولوی محمد عالم صاحب نے تقریر شروع کی۔

انکے بعد حکیم تاج الدین صاحب تاج الشعرا لاہوری نے اپنی نظمیں سنائیں جو انور صدیقی کے نام سے ایک ٹریکٹ کی صورت میں چھپ گئی ہیں ان نظموں میں نہایت بہترین طریقہ اور عاشقانہ طرز سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ کلام کی شیرینی اور اس ذکر مبارک سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ انکے بعد مولانا ظہور احمد صاحب بگٹی امیر حزب الانصار نے مدح صحابہ کے متعلق ایک ولولہ انگیز اور مدلل تقریر کی۔ اور فرمایا کہ صحابہ کرام کیساتھ عقیدت اور ان کی مدح سرائی مسلمانوں کا ایک فریضہ ہے۔ ان کے بعد مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی نے اسلامی تعلیمات کی خوبی اور کامل و مکمل ہونے پر بہترین تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ اگر سربایہ سربایہ کے متعلق اسلامی تعلیم کو سمجھ کر عمل پیرا ہوں اور غریب طبقہ اسلامی تعلیمات میں اپنے متعلق ذمہ دار لوں کو دیکھ کر عمل کرنے لگیں۔ تو یہ طبقاتی کشمکش اور بد امنی و بے اعتمادی ختم ہو جائے گی۔ جنگ کے اس نازک دور میں خاص ضرورت ہے کہ دونوں طبقے اپنے فرائض کو پہچانیں سرمایہ دار غریب کی امداد اور ان کی حالت سدھارنے میں کوتاہی نہ کریں اور غریب کا طبقہ مذہبی حکم سمجھ کر چوری غصب و منہب۔ ڈاکہ زنی سے اپنے آپ کو بچائیں اور کسی کی عصمت ریزی

سمجھو اور ان سے بدظن کبھی بھی نہ ہونا۔ انکے بعد مولانا ظہور احمد صاحب نے مختصر مگر نہایت موثر تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ ایمان اصل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک سودا کرنا ہے اور اللہ کا دیا ہوا مال اور عطا کی ہوئی جان جن کو مجازاً ہماری چیز کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جنت کے عوض بیچنا ہے اور بیچی ہوئی چیز کو خریداری کی مرضی سے برخلاف استعمال کرنا اور اس میں ناجائز تصرف کرنا وغیرہ بھی بڑی بددیانتی اور فعل شنیع ہے اس کے بعد دعاء خیر کے ساتھ سوا چھ بجے پہلا اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور رات کے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔

دوسرا اجلاس

ماز عشاء کے بعد سوا دس بجے منڈی میں دوسرا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ مجمع سامعین نہایت کثیر تھا تلاوت قرآن اور مولانا فخر الزمان صاحب کی ابتدائی تقریر اور نعت خوانی کے بعد مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی نے نعرہ تکبیر کے فلک شکاف نعروں میں اپنی تقریر شروع کی فرمایا کہ انسانی تمدن امن و امان کی زندگی کے لئے ہر قوم نے ہر حکومت نے قوانین بنا رکھے ہیں لیکن چونکہ وہ انسانی دماغ کا اشتراع ہوتے ہیں۔ اس لئے انسان کی بہبودی و خوشحالی ان سے کبھی بھی حاصل نہ ہو سکی۔ صرف اللہ تعالیٰ کا بنا ہوا قانون یعنی مقدس مذہب اسلام ایک ایسا کامیاب قانون ہے کہ اگر اس پر کوئی عمل پیرا ہو جائے تو اخلاق کی درستی عقائد کی پختگی اور اعمال کی صلاحیت اس قدر آجائیگی۔ کہ اسکی وجہ سے دنیا میں امن و امان کا دورہ ہو گا۔ اور کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو گی حضرت مولانا کی تقریر بڑی سنجیدہ، مدلل اور شستہ تھی۔ انکے بعد مولانا انور احمد صاحب و ترخیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کے والہانہ عقیدت اور بے انتہا محبت کی کچھ مثالیں بیان فرمائیں اور فرمایا کہ حضرت کی ذات کے ساتھ قلبی محبت و راصل ساری نیکیوں کی جڑ ہے اگر ان سے محبت کا جذبہ پیدا ہوا تو

کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیں انکی تقریر کے بعد نعت خوانی ہوئی اور ۱۲ ایسے اجلاس ختم کر کے نماز جمعہ اور چوتھے اجلاس کا پروگرام سنایا گیا۔

ساتھ گیارہ بجے کی گاڑی سے مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب لاہور چھاؤنی بھی تشریف لے آئے اسٹیشن پر فوج محمدی کے رضا کار استقبال کیلئے موجود تھے۔ پونے دو بجے مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ مجمع اس قدر کثیر تھا کہ عید گاہ کی مسجد کے وسیع میدان میں گنجائش نہ رہی اور باہر بیٹھویں پر لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد ہی چوتھے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔

چوتھا اجلاس

تلاوت قرآن اور مولانا فخر الزمان صاحب کی ابتدائی تقریر اور نعت خوانی کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب لاہوری نعرہ تکبیر کے فلک شگاف نعروں میں اٹھے انہوں نے قانون اسلام کی خوبی اور اس کا روحانی ترقی کے لئے بہترین ذریعہ ہونے کو مدلل کر کے فرمایا کہ اب اگر کوئی مسلمان کا دعوے کرے قانون اسلام کے احکام سے خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ یقیناً منافق اور باغی ہے اگر کانگرس یا کسی اور جماعت کے کرڈ پر دستخط کرنے کے بعد کوئی شخص اسکے سارے قوانین کا پابند ہو جاتا ہے تو پھر اسلام لانے کے بعد وہ ہر چھوٹے بڑے حکم کے ماننے پر پابند کیوں نہ ہو اور جب کسی جماعت کا ممبر معمولی سے حکم کی خلاف ورزی پر مجرم ٹھہرا کر نکالا جاتا ہے تو پھر اسلامی احکام سے برملا مخالفت کرنے والا کیوں مجرم نہ ٹھہرے۔ فرمایا کہ ”قائد اعظم“ اور ڈاکٹر خان صاحب کو جب اپنے گھر میں اپنی لڑکیوں پر کنٹرول نہیں ان کو اسلامی احکام کے مطابق تربیت نہیں دے سکے ان کو اسلامی احکام کے مطابق نکاح کرنے پر مجبور نہ کر سکے۔ تو پھر دس کروڑ مسلمانوں کی بھلائی مذہبی بہبودی کی توقع ان سے

کیسے ہو سکے گی اور دس کروڑ آبادی کا کنٹرول کیسے کریں گے سچے مسلمان کے لئے آزادی کا مفہوم وہ نہیں جسکو ڈاکٹر خان صاحب سمجھ رہے ہیں ایسی آزادی درحقیقت غلامی ہے جس میں احکام خداوندی سے سرتابی ہو۔ اللہ کے قانون کو توڑنا ہو مسلمان کی آزادی یہ ہے کہ غیر اللہ کا قانون نہ رہے اور اس کی زندگی اور موت سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو اور اسی کے قانون کے مطابق ہو آپ کی تقریر بہت اعلیٰ اور پرمغز تھی انکے بعد مولانا ظہور احمد صاحب بگوی نے تقریر کی جس سے حاضرین بہت محفوظ ہوئے۔ آپ کی سحر بیانی اور دلکش طرز گفتگو نے مجمع پر اچھا اثر کیا۔ ان کے بعد مولانا فخر الزمان صاحب نے کانفرنس کے انعقاد کی غرض و فائیت اور فوج محمدی کے نصب العین پر روشنی ڈالی اور دعاؤں خیر اور نعت خوانی کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ رات کے اجلاس کا اعلان کیا گیا مگر سخت آندھی اور بارش کی وجہ سے رات کا اجلاس منعقد نہ ہو سکا۔

۱۳ رجبون روزِ شنبہ۔ پانچواں اجلاس
دس بجے پانچواں اجلاس منعقد ہوا پہلے مولانا فخر احمد صاحب دتہ خیل۔ مولانا محمد عالم شاہ صاحب گجراتی نے تقریریں فرمائیں انکے بعد حکیم تاج الدین صاحب تاج لاہوری نے ایک بہترین نظم پڑھی اور ان کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب لاہوری کی تقریر شروع ہوئی۔ مولانا نے فرمایا کہ آج کل مختلف طبائع رکھنے والے لوگ مختلف چیزوں کو معیار ترقی سمجھ رہے ہیں مثلاً کسی کے ہاں بی اے۔ ایم اے ہونا ترقی ہے کسی کے ہاں سیم وزر کے انبار جمع کرنا ترقی ہے کسی کے ہاں اور مادی اشیاء کا حصول ترقی ہے غرض ۶ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سب انسان خسران اور تنزل میں ہیں ترقی درحقیقت ان لوگوں کی ہے جو ایمان والے ہیں عمل صالح کرنے والے ہیں اور ایک دوسرے کو حق و صداقت اور صبر و استقامت کی وصیت کرتے ہیں

علمی مذہبی اخلاقی اور تاریخی کتائیں

ثمرات الوفاق

یعنی اسلام کے خاص حالات مقالات کا مجموعہ اور تاریخی تجزیوں کا مجموعہ قیمت ۲

نیک بیبائ

جس میں حضرت علیہ حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہرا

رضی اللہ عنہن کے پاکیزہ اور سبق آموز حالات زندگی معتبر اور مستند کتابوں سے تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں عورتوں اور لڑکیوں کے پڑھنے پڑھانے کی خاص چیز ہے قیمت صرف پانچ آنے۔

الاجزئہ

اس امر کی عجیب تحقیق کہ خطبہ عربی زبان ہی میں کیوں پڑھنا چاہئے۔ مع خطبہ عربیہ

شاہ اسماعیل صاحب دہلوی۔ قیمت ڈیڑھ آنہ

رحمت رضوان

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رض کے حالات و فضائل مع نصائح و جواب اعتراضات۔ قیمت پانچ پیسے۔

مولوی معنوی

یعنی حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری آپ کے علاوہ

آپ کے مشائخ و خلفاء اور اولاد کے حالات کا مستند مجموعہ قیمت پانچ آنہ۔

دست غیب

جس میں حلال روزی کے فضائل اور ”دست غیب“ اور کیمیا

کے دینی اور دنیاوی نقصانات بتانے کے علاوہ دھپ حکایتیں بھی بیان کی گئی ہیں قیمت ۲

ارشاد الہی

مختصر احادیث کا عام فہم ترجمہ بتدیوں اور عورتوں کیلئے خاص طور پر مفید ہے قیمت ۲

جہان خضر علیہ

آپ کے متبرک حالات کو حدیث و تفسیر اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے اخذ کر کے جمع کیا گیا ہے قیمت ۲

چودھویں صدی کے عیان نبوت

(سارے چھ صفحات کی کتاب) میلہ کذاب

لے کر مرزا قادیانی بلکہ عنایت اللہ مشرقی تک جس قدر جہال اور مفسد گذرے ہیں انہیں سے اکثر کے حالات اور دعاوی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں جن بن صباح اور درویش کے حالات بھی بالتفصیل درج ہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ

حقیقت مرزاہیت

(مولفہ مولوی عبدالکریم صاحب مبارک سابق مبلغ مرزاہیت) یہ کتاب اس

مضبوط المثل کی صیح مصداق ہے کہ ”گھر کا بھیدی لنگاؤ“ قیمت آٹھ آنے۔

حقیقت مرزاہیت

(مولفہ مولوی علم الدین صاحب حنفی باشندہ قادیان) اس

کتاب میں فاضل مولف نے مرزائی دھرم کا بخیہ ادھیڑ کر رکھ دیا ہے قیمت آٹھ آنے۔

آداب المساجد

مسجد کے شرعی آداب کا تفصیلی بیان اس بے تمیزی کے زمانہ میں مسلمان کو یہ رسالہ

پڑھ کر خدا کے گھر کی تعظیم و تکریم سیکھنی چاہئے قیمت تین آنہ عدم انجیل

موجودہ انجیل محرف اور غیر اصلی ہیں قیمت تین آنے۔

حتمہ سماج

جس میں تناسخ کے البطل اور ویدوں کے غیر الہامی ہونے پر الجواب اور کفر توڑ

دلائل پیش کئے گئے ہیں قیمت ۲

خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں؟ اس سوال کا

نہایت معقول و مدلل اور موثر جواب دینے کیلئے خاکسار کے پُر فریاد لفظوں کے بھی مسکت جوابات دیئے گئے ہیں قیمت ۲

نوٹ: تمام کتابوں کا خرچہ محصول خریدار کے ذمہ ہوگا۔

پیرزادہ ابوالضياء محمد بہاء الحق قاسمی۔ گلوالی دروازہ امرتسر (پنجاب)

تبلیغی کتابیں

کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین صاحب دہلوی۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ

”نور ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی فوجوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہو رہا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پرانیہ میں تبلیغ رسد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مظالم و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴ حصہ دوم ۴ حصہ سوم ۴ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ محصول اک علاوہ

برق آسمانی احسن میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح و عقائد، عبادات و معاملات

و کارنامے تفصیل کیساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ازیں خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا نااطمہ بند کر دیا ہے رعایتی قیمت ۴

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

صور فریال جولائیت ۱۹۷۷ء میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ

شیعہ صاحبان کے حق میں گالی نوکجا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور اسکی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید حقیقت اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرہ پر قرآن مجید احادیث نبوی کریم اقوال ائمہ سادات

صوفیائے کرام کے ارشادات کے عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کو افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سینہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرہ بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں حجم ۳۲ صفحہ قیمت ۴ محصول اک ۱

مازیانہ نقشبندیہ مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب بکھروی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف چار آنے علاوہ محصول اک۔

اجتناب الحنفیہ اس رسالہ میں صد ہا علمائے اسلام کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل

واضح و براہین قاطعہ سے فرقہ فساد و مرزائیہ کا ارتداد اور فساد و میرزائی سے شنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴

تحفہ میرزا بیہ یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۷۷ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رویوں درج ہوئے ہیں قیمت ۴

حقیقت شیعہ مولفہ پیر قطبی شاہ صاحب مذہب شیعہ

مربطہ رازول کا انکشاف فی سینکڑہ پانچ روپے فی نسخہ ایک آنہ

ہدایا القرآن علیائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا تبلیغ رسد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ علیائی لاکھوں کی تعداد میں ”حقائق قرآن“ کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ قیمت فی سینکڑہ سات روپے فی نسخہ ایک آنہ۔

:- ملنے کا پتہ :-

مینجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)